2

اقتصادی نمو

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو سست روی کا شکار رہی ، جس کی وجہ صنعت میں سکڑاؤ اور زراعت میں پست نمو تھی ، جبکہ خدمات میں معتدل نمو ہوئی تھی۔ صنعت میں اس کمی کا اہم سبب تعمیرات میں کمی تھی ، اس کے بعد کان کنی اور کھدائی اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں تخفیف تھی۔ زراعت میں سست نمو کی وجہ خریف کی اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی ہے جس کی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور فصلوں کی پست یافت ہے۔ دریں اثنا ، افرادی قوت کی منڈی کے اشاریوں نے کچھ بڑی صنعتوں کی بہتر کارکردگی کے سبب نئی بھرتیوں کے ضمن میں صنعتی روزگار اور کاروباری احساسات میں بہتری ظاہر کی۔

Contribution to Real GDP Growth
(percentage points)

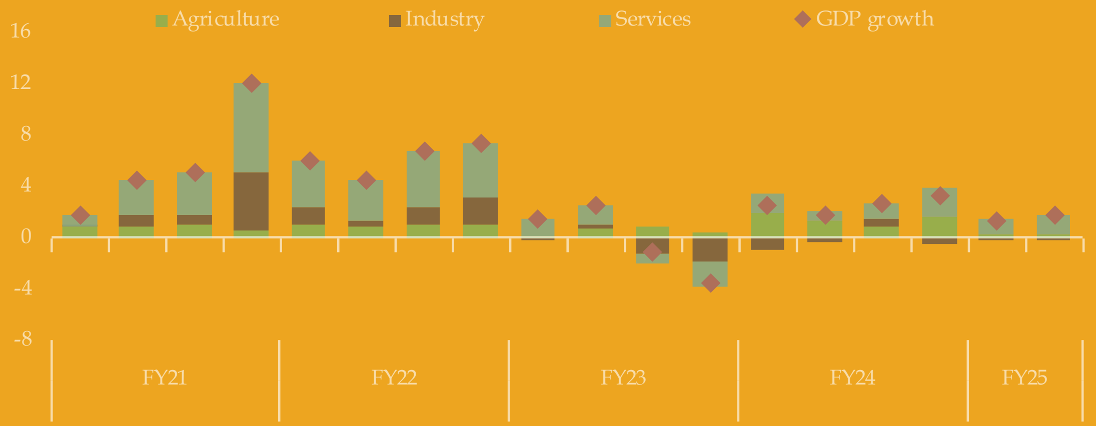

2 اقتصادی نمو

2.1 جی ڈی پی کی نمو

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران اقتصادی نمو کی رفتار میں کمی واقع ہوئی۔ اس سست روی کی وجہ صنعت میں سکڑاؤ تھا جبکہ زراعت کی نمو بھی گذشتہ سال کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رہی۔ دوسری جانب، شعبہ خدمات کی نمو میں معمولی اضافہ ہوا (**جدول 2.1**)۔ اہم فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی، فصلوں کی پست یافت، سخت زری پالیسی کے تاخیری اثرات، توانائی کی بلند لاگت، اور مالیاتی یکجائی کے مسلسل اقدامات، مثلاً زرِ اعانت میں کمی، ترقیاتی اخراجات کو محدود کرنا اور محاصل جمع کرنے کے نئے اقدامات، نمو کے نتائج پر اثرانداز ہوئے۔

زراعت کے شعبے میں خریف کی اہم فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی واقع ہوئی، جس کی وجہ گذشتہ برس پیداوار کی پست قیمتوں کے علاوہ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں امدادی قیمتوں کے حوالے سے غیر یقینی صورتِ حال تھی۔ گندم، جو ربیع کی اہم فصل ہے، کے بارے میں ابتدائی تخمینے بھی اس کی پست پیداوار کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ تاہم، مویشیوں اور دیگر فصلوں کی جانب سے اضافہ قدر کے بڑھنے سے مجموعی زرعی شعبے کو سہارا ملا جس نے اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کے اثرات کو خاصی حد تک زائل کرتے ہوئے معتدل نمو کے حصول میں مدد دی۔

صنعت میں، اشیا سازی کے شعبے میں معتدل نمو دکھائی دی، جس میں چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی (ایس ایس ایم) اور ذبیحہ کی سرگرمیوں نے نمایاں کردار ادا کیا، جبکہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں معمولی کمی واقع ہوئی، جس کی وجہ چند ایسی صنعتوں کی پیداوار میں نمایاں تخفیف تھی جن کا ایل ایس ایم میں وزن نسبتاً کم ہے۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ کچھ بڑی صنعتوں جیسے ٹیکسٹائل، گاڑیوں، اور دواسازی میں بہتری دکھائی دی، جس کا سبب مالی حالات میں بہتری، ملکی طلب میں معمولی اضافہ (**شکل 2.1**)، درآمدی خام مال کی بہتر دستیابی اور برآمدات میں اضافہ تھا۔ بجلی، پانی کی فراہمی اور گیس کے شعبوں کے اضافہ قدر میں بھی معمولی اضافہ دکھائی دیا جبکہ گذشتہ برس نمایاں کمی ہوئی تھی۔

صنعت کے شعبے میں نسبتاً پست سکڑاؤ کی وجہ سے خدمات کے شعبے کی نمو کو کسی قدر مدد ملی۔ خدمات کے شعبے کی نمو بھی وسیع البنیاد تھی، جس میں

جدول 2.1: جی ڈی پی کی نمو

فیصد

	مالی سال 24ء						مالی سال 25ء			حصہ	
	سہ 1	سہ 2	شش 1*	سہ 3	سہ 4	شش 2*	سہ 1	سہ 2	شش 1*	شش 1 م س 24ء	شش 1 م س 25ء
جی ڈی پی	**2.5**	**1.8**	**2.1**	**2.7**	**3.3**	**3.0**	**1.3**	**1.7**	**1.5**	**2.1**	**1.5**
زراعت	8.2	5.8	7.0	3.8	7.1	5.4	0.7	1.1	0.9	1.6	0.2
اہم فصلیں	29.9	14.6	20.6	1.7	27.0	12.5	-11.2	-7.7	-9.1	1.0	-0.5
صنعت	-4.8	-1.8	-3.3	3.3	-3.1	0.2	-0.7	-0.2	-0.4	-0.6	-0.1
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	-0.6	-0.8	-0.7	1.6	4.2	2.8	-0.8	-2.9	-1.9	-0.1	-0.2
خدمات	2.5	1.3	1.9	2.0	3.8	2.9	2.2	2.6	2.4	1.1	1.4

* شش 1 جی وی اے = سہ 1 جی وی اے + سہ 2 جی وی اے؛ شش 2 جی وی اے = سہ 3 جی وی اے + سہ 4 جی وی اے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 2.1: طلب کے اظہاریوں میں نمو

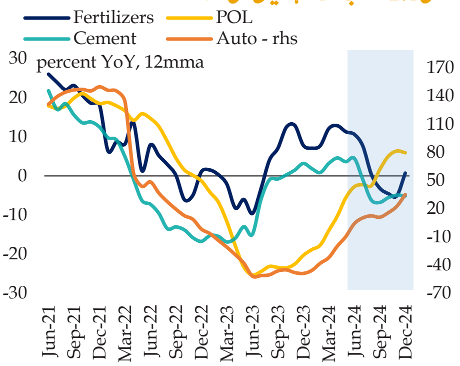

Sources: PBS, APCMA, OCAC and PAMA

تھوک و خردہ تجارت کے علاوہ تمام ذیلی شعبوں نے بہتری درج کی۔ مالی سال 25ء کی دوسری سہ ماہی کے اختتام پر بینکوں کی قرض گاری میں نمایاں اضافہ، عمومی سرکاری خدمات پر بلند حکومتی اخراجات، اور انفارمیشن و کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) سے متعلق سرگرمیوں میں تیزی، خدمات کے شعبے کی نمو کے دیگر اہم عوامل ہیں۔

افرادی قوت کی مارکیٹ کے دستیاب اعداد و شمار نے قدرے مثبت تصویر پیش کی جو ایل ایس ایم کے نمایاں ذیلی شعبوں میں نمو سے ہم آہنگ تھی۔ موجودہ اور آئندہ چھ مہینوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے حوالے سے کاروباری اداروں کے بہتر احساسات سے بھی اس کی عکاسی ہوتی ہے۔

مجموعی کلی معاشی ماحول میں بہتری، جیسے گھٹتی ہوئی مہنگائی اور شرح سود، بیرونی کھاتے کا استحکام اور بہتر کاروباری اعتماد کے باوجود مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران حقیقی جی ڈی پی میں سست روی سے صنعت کاری اور پیداواری صلاحیت میں موجود ساختی رکاوٹوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس صورت حال میں ایسے اصلاحاتی اقدامات کی ضرورت ہے جو بالخصوص سرمایہ کاری کی بحالی، پیداواریت میں اضافے، ہجرتِ اذہان (برین ڈرین) کو روکنے، اور موسمیاتی تبدیلیوں کے چیلنجز سے نمٹنے، جیسے کہ آب و ہوا کے لیے مزاحم فصلوں کی اقسام کو اپنانے اور مؤثر آبپاشی کے طریقے اختیار کرنے پر مرکوز ہوں۔

جدول 2.2: زرعی شعبے نمو

فیصد، حصہ فیصدی درجات میں

	مالی سال 24ء						مالی سال 25ء			حصہ	
	سہ 1	سہ 2	شش 1*	سہ 3	سہ 4	شش 2*	سہ 1	سہ 2	شش 1*	شش 1 م س 24ء	شش 1 م س 25ء
شعبہ زراعت	**8.2**	**5.8**	**7.0**	**3.8**	**7.1**	**5.4**	**0.7**	**1.1**	**0.9**	**7.0**	**0.9**
فصلیں	16.1	10.1	12.7	2.3	13.5	7.5	-6.6	-5.4	-5.9	4.6	-2.3
اہم فصلیں	29.9	14.6	20.6	1.7	27.0	12.5	-11.2	-7.6	-9.1	4.4	-2.2
دیگر فصلیں	-2.1	-1.1	-1.6	-0.6	-1.7	-1.1	0.4	0.7	0.6	-0.2	0.1
کپاس کی جننگ	34.1	61.4	47.2	61.0	35.3	47.3	-1.4	-19.1	-10.7	0.4	-0.1
گلہ بانی	4.7	3.0	3.9	4.9	4.8	4.8	4.7	6.5	5.5	2.3	3.2
جنگلات	5.0	-0.7	2.1	-3.5	-4.0	-3.8	-2.1	-0.6	-1.4	0.0	0.0
ماہی گیری	0.7	0.8	0.8	0.8	0.9	0.9	0.8	0.8	0.8	0.0	0.0

* شش 1 جی وی اے = سہ 1 جی وی اے + سہ 2 جی وی اے؛ شش 2 جی وی اے = سہ 3 جی وی اے + سہ 4 جی وی اے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.2 زراعت

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرعی ترقی کی رفتار میں کمی بنیادی طور پر اہم فصلوں کی پیداوار میں نمایاں کمی کی وجہ سے ہوئی، جبکہ بیشتر دیگر ذیلی شعبوں نے مثبت کردار ادا کیا (**جدول 2.2**)۔ خاص طور پر، گلہ بانی کے شعبے کی نمو بڑھ گئی، جسے اساسی اثر اور خشک اور سبز چارے کی پست کھپت سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔[1] مزید برآں، دیگر فصلوں کی پیداوار میں بھی بہتری آئی، جو گذشتہ دو برسوں کے دوران کمی کا شکار رہی تھیں۔ ماہی گیری میں معمولی اضافہ دکھائی دیا جبکہ جنگل بانی میں کمی کا رجحان جاری رہا۔

اہم فصلوں کی پیداوار میں نمایاں کمی واقع ہوئی، جس کی بنیادی وجہ کپاس، مکئی، چاول اور گنے کی پیداوار میں کمی ہے۔ ان فصلوں کی پیداوار میں کمی کا سبب زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست یافت دونوں ہیں، ماسوا گنے کے، جس میں کمی کی بنیادی وجہ پست یافت تھی۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کے ساتھ ساتھ اس کی جننگ (ginning) میں بھی تیز کمی دیکھنے میں آئی۔

زیرِ کاشت رقبے میں کمی کو فصل کی پست قیمتوں سے منسوب کیا جا سکتا ہے، جس کا سبب مالی سال 24ء کے دوران کم قیمتیں، بلند پیداواری لاگت اور کم از کم امدادی قیمت (ایم ایس پی) کے اعلان سے متعلق غیر یقینی صورتِ حال تھی (**شکل 2.2**)۔ ابتدائی تخمینوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں معمولی کمی واقع ہوئی ہے۔ خام مال (کھاد کی کھپت، تصدیق شدہ بیجوں اور کیڑے مار ادویات کی دستیابی) کے کم استعمال اور ناموافق موسمی حالات کو خریف کی اہم فصلوں کی یافتوں میں کمی کی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس عرصے کے دوران ایک اہم پیش رفت زرعی مشینری کی درآمد میں نمایاں اضافہ تھا، جیسے کہ ٹریکٹروں کے پرزہ جات، ڈیری مشینری، پولٹری مشینری کے پرزے، اور کھاد پھیلانے والی مشینیں۔[2] تاہم، مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک میں ٹریکٹروں کی فروخت میں کمی دیکھی گئی۔

شکل 2.2: تھوک قیمتیں

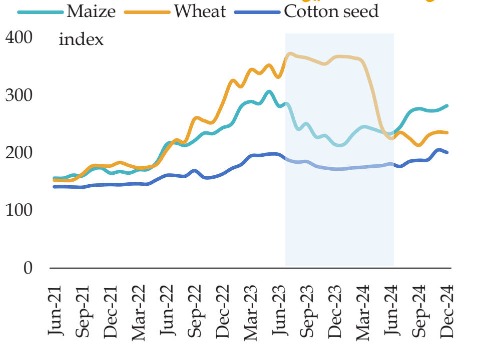

Source: PBS

خام مال

بیج

پاکستان میں تصدیق شدہ بیجوں کی دستیابی اس کی ضروریات سے مسلسل کم رہی ہے۔ خریف مالی سال 25ء میں بھی یہ صورتِ حال برقرار رہی، کیونکہ سوائے دھان / چاول کے علاوہ دیگر اہم فصلوں کے لیے بیجوں کی قلت بہت زیادہ تھی (**جدول 2.3**)۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں، تمام

[1] خشک اور سبز چارے کی اوسط کھپت بڑی فصلوں کی پیداوار سے منسلک ہے، جبکہ مویشیوں کی تعداد ایک مقررہ شرح سے بڑھتی ہے (2006ء اور 1996ء کی بین النسلی مردم شماری کی بنیاد پر)۔

[2] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اہم فصلوں کے لیے زیرِ کاشت رقبے کے تناسب سے تصدیق شدہ بیجوں کی فراہمی پست رہی، سوائے گندم کے، جہاں یہ تقریباً مستحکم رہی۔ یہ صورتِ حال اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ تصدیق شدہ بیجوں کی مناسب رسد کو یقینی بنانے میں درپیش چیلنجز بدستور برقرار ہیں۔

جدول 2.3: تصدیق شدہ بیج

	مالی سال 24ء		مالی سال 25ء	
	دستیابی (ہزار میٹرک ٹن)	درکار مقدار کا فیصد	دستیابی (ہزار میٹرک ٹن)	درکار مقدار کا فیصد
کپاس	25.4	51	16.7	27
دھان	57.1	125	68.3	114
مکئی	32.2	97	29.4	79
گندم*	529.1	48	569.8	48

*مالی سال 25ء کے اعداد و شمار عبوری ہیں

ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت ورکنگ پیپرز

موسمیاتی صورتِ حال

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ناہموار بارشوں اور بلند درجہ حرارت کے ساتھ موسم کی صورتِ حال بھی غیر یقینی کا شکار رہی۔ ان موسمی حالات کے باعث خریف کی فصلوں کی بوائی میں تاخیر ہوئی، جس سے بالخصوص کپاس کی پیداوار پر منفی اثر پڑا۔[3]

پانی

گزشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران آبپاشی کے پانی کا اخراج کم رہا (**شکل 2.3**)۔ انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) نے طے شدہ حصوں کے مطابق پانی جاری کیا، تاہم اگست تا ستمبر 2024ء کے

شکل 2.3: خریف کے دوران آبپاشی کے پانی کا اجرا (اپریل تا دسمبر)

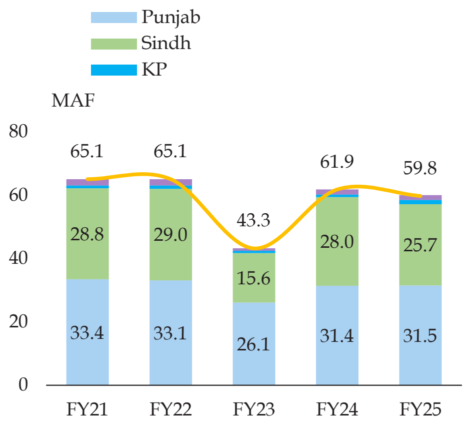

Source: IRSA

دوران صوبوں کی جانب سے پست استعمال کی بنیادی وجہ اگست میں ہونے والی موسلا دھار بارشیں تھیں (**شکل 2.4 الف**)۔[4]

تاہم، مالی سال 25ء کے موسمِ خریف کے دوران بارشوں کا سلسلہ غیر متوقع رہا۔ موسم کا آغاز اپریل میں ریکارڈ بارشوں کے ساتھ ہوا، جن کی مقدار 1961ء کے بعد سب سے زیادہ تھی، لیکن اس کے بعد مئی سے جولائی 2024ء تک معمول سے کم بارشیں ہوئیں۔ اگست میں شدید بارشیں ہوئیں، جن کے بعد ستمبر 2024ء میں ایک بار پھر معمول سے کم بارشیں ہوئیں۔[5]

درجہ حرارت

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیادہ تر مہینوں میں اوسط درجہ حرارت معمول سے زیادہ رہا (**شکل 2.4 ب**)۔ یہ 2024ء کے دوران

[3] ماخذ: وزارتِ خزانہ اور یو ایس ڈی اے

[4] ماخذ: پریس ریلیز، اکتوبر 2024ء، ارسا

[5] ماخذ: پاکستان محکمہ موسمیات (پی ایم ڈی)

شکل 2.4 الف: بارش

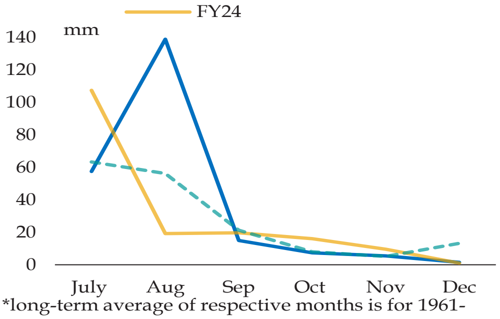

*long-term average of respective months is for 1961-2010

Source: PMD

شکل 2.4 ب: درجہ حرارت – مالی سال 25ء

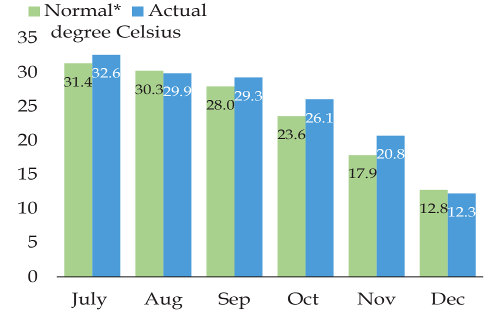

*normal period of respective months is for 1961-1990

عالمی درجہ حرارت میں اضافے سے ہم آہنگ ہے جو موسمیاتی تبدیلی سے متعلق پیرس معاہدے میں بیان کردہ 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ کی حد سے تجاوز کر گیا۔[6]

موسمی حالات زرعی پیداوار پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اگرچہ ہر فصل بارش اور درجہ حرارت میں تبدیلیوں پر مختلف انداز سے ردعمل ظاہر کرتی ہے، تاہم آب و ہوا کی یہ غیر یقینی صورتِ حال کاشت کاروں کے لیے خاص طور پر فصلوں کی بوائی اور کٹائی کے فیصلوں کے لحاظ سے مشکلات پیدا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، پانی کی بڑھتی ہوئی قلت بھی پیداواریت اور اس طرح غذائی تحفظ کے لیے ایک خطرہ بن چکی ہے۔

آب و ہوا کی تبدیلی اور پانی کی قلت سے پیدا ہونے والے چیلنجوں سے نمٹنے کا ایک حل عمودی کاشتکاری ہے کیونکہ اس میں پانی کا استعمال کافی کم ہوتا ہے، یہ آب و ہوا کی صلاحیتوں کے لیے لچکدار ہے اور اسے چھوٹے پیمانے پر اور شہری ماحول میں استعمال کیا جاسکتا ہے (باکس 2.1)۔

کھاد

مالی سال 25ء کے موسمِ خریف کے دوران کھاد کا مجموعی استعمال گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم رہا (شکل 2.5)۔ کھادوں کے استعمال میں اس کمی کی متعدد وجوہات ہیں، جن میں کھاد کی بلند قیمتیں، موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث خریف کی فصلوں کی تاخیر سے بوائی،[7] اور گذشتہ سال فصلوں کی قیمتوں میں کمی کے سبب کاشت کاروں کی آمدنی میں کمی شامل ہیں۔

شکل 2.5: خریف کے دوران کھاد کا استعمال اور قیمتیں (اپریل تا دسمبر)

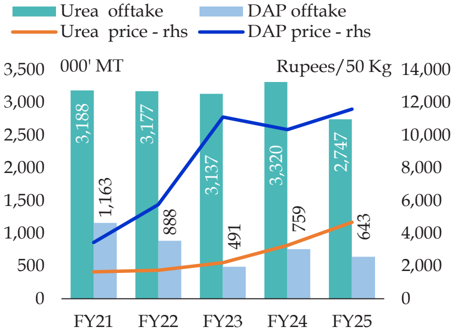

Sources: NFDC and PBS

[6] ماخذ: کوپرنیکس پروگرام، یورپ

[7] ماخذ: ماہانہ اقتصادی جائزہ و مستقبل کی جھلک، ستمبر 2024ء، وزارتِ خزانہ

اگرچہ موسم کے دوران یوریا کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان برقرار رہا، تاہم گزشتہ سال کی کمی کے بعد ڈی اے پی کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوگیا۔ یوریا کی قیمتوں میں اضافے کی ایک وجہ فروری 2024ء سے نافذ العمل گیس کی قیمتوں میں اضافہ بھی تھا۔ مزید برآں، مبینہ طور پر یوریا کارٹلز نے بھی گزشتہ کچھ سالوں میں قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔[8] بین الاقوامی محاذ پر یوریا کی قیمتوں میں 3.3 فیصد کمی آئی جبکہ ڈی اے پی کی قیمتوں میں گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے موسم خریف میں 4.3 فیصد اضافہ ہوا۔[9]

زرعی قرضے

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں زرعی قرضوں کی فراہمی میں گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 14.5 فیصد اضافہ ہوا **(جدول 2.4)**۔ بیشتر قرضے فارم کے شعبے کے پیداواری قرضوں پر مشتمل تھے، اس کے بعد نان فارم شعبے میں گلہ بانی/ ڈیری کے قرضے تھے۔ دوسری طرف، ٹریکٹر کی خریداری کے لیے قرضوں میں نمایاں کمی آئی، جس کی وجہ گزشتہ سال کی بلند فروخت اور سیلز ٹیکس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔[10]

زرعی قرضوں کو فروغ دینے کی کوششوں کے ضمن میں اسٹیٹ بینک نے کمرشل بینکوں کو زرعی قرضوں میں اضافے کے منصوبے تیار کرنے کی ترغیب دی اور انھیں سہولت فراہم کی، جس نے علامتی اہداف مقرر کرنے کے ماضی کے طریقہ کار کی جگہ لے لی۔ ان منصوبوں میں مالی سال

جدول 2.4: پہلی ششماہی میں زرعی قرضوں کی تقسیم

ارب روپے، فیصد

	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء
فارم کا شعبہ	**438.9**	**604.7**	**708.4**
پیداوار	420.8	543.6	623.8
ترقیاتی	18.1	61.1	84.6
ٹریکٹر	2.3	27.8	9.1
نان فارم کا شعبہ	**403.50**	**501.16**	**558.3**
گلہ بانی/ ڈیری	228.2	270.5	322.8
مرغبانی	141.0	173.5	173.7
دیگر	34.4	57.1	61.7
کُل	**842.4**	**1,105.8**	**1,266.7**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

25ء کے دوران 2572 ارب روپے کی تقسیم کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔[11] دسمبر 2024ء تک، ان طے شدہ ادائیگیوں میں سے تقریباً 49.2 فیصد ادائیگیاں مکمل کی جاچکی ہیں۔

زرعی قرضوں کی پروسیسنگ کے وقت کو کم کرکے کارکردگی بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ڈجیٹل سروے رپورٹس کو خسرہ گرداوری، جو زمین اور فصل کی تفصیلات فراہم کرنے والی محکمہ ریونیو کی ایک دستاویز ہے، کے متبادل کے طور پر متعارف کروایا۔[12] ڈجیٹل سروے رپورٹس میں، زرعی سرگرمی کی تصدیق کے لیے سیٹلائٹ امیجنگ اور جیو فینسنگ ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اقدام موثر طور پر ایگری ٹیک

[8] سی سی پی نے فرٹیلائزر مینوفیکچررز آف پاکستان ایڈوائزری کونسل (ایف ایم پی اے سی) اور چھ بڑی کھاد ساز کمپنیوں کو مبینہ طور پر یوریا کی قیمتیں طے کرنے پر شوکاز نوٹس جاری کیے ہیں۔ ماخذ: پریس ریلیز، سی سی پی، اپریل 2024ء (https://cc.gov.pk/home/viewpressreleases/457)

[9] ماخذ: عالمی بینک

[10] مالی سال 25ء کے بجٹ میں 10 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا گیا، جسے بعد ازاں اکتوبر 2024ء میں 14 فیصد تک بڑھا دیا گیا۔ ماخذ: ایس آر او 1643(1)2024ء، ریونیو ڈویژن، وزارت خزانہ اور محصولات۔

[11] ماخذ: اسٹیٹ بینک

[12] ماخذ: اسٹیٹ بینک سرکلر (اے سی ایف آئی ڈی سرکلر لیٹر نمبر 02 برائے 2024ء)، بتاریخ 14 نومبر 2024ء https://www.sbp.org.pk/acd/2024/CL2.htm

جدول 2.5: خریف (اپریل تا ستمبر) کی اہم فصلیں

پیداوار ملین ٹن؛ رقبہ ملین ہیکٹر؛ یافت کلوگرام/ہیکٹر

	پیداوار			رقبہ			یافت			مالی سال 25ء میں تبدیلی		
	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 23ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	پیداوار	رقبہ	یافت
کپاس*	4.9	10.2	7.1	2.1	2.4	2.0	389.5	717.1	600.9	-30.7	-17.3	-16.2
چاول	7.3	9.9	9.7	3.0	3.6	3.6	2,460.3	2,710.6	2,677.5	-1.4	-0.2	-1.2
گنا	88.0	87.6	85.6	1.3	1.2	1.2	66,711.0	74,254.5	71,730.2	-2.3	1.1	-3.4
مکئی	11.0	9.7	8.2	1.7	1.6	1.5	6,389.0	5,932.2	5,560.84	-15.4	-9.7	-6.3

*پیداوار ملین گانٹھوں میں

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت ورکنگ پیپرز

پارٹنرشپس کا دروازہ کھولتا ہے جو پاکستان میں زرعی شعبے کی ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن اور جدت کاری کی جانب ایک اہم قدم ہے۔

شکل 2.6: کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ

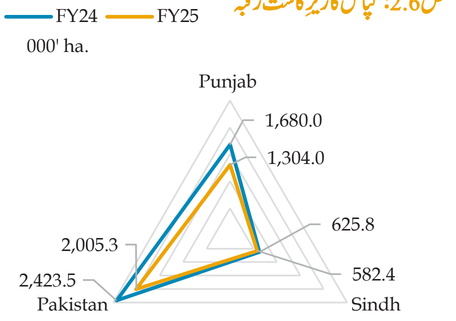

Source: FCA Working Paper

اس کے علاوہ پنجاب حکومت کے کاشت کار کارڈ اقدام نے بھی زرعی قرضوں میں اضافے میں اہم کردار ادا کیا۔[13] اس اسکیم کے تحت دسمبر 2024ء تک تقریباً 31.5 ارب روپے پہلے ہی تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ اسی طرح ایک اور اقدام کے طور پر لائیو اسٹاک کارڈ اسکیم بھی متعارف کرائی گئی تھی، تاہم مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں کوئی رقم تقسیم نہیں کی گئی تھی۔[14]

پیداوار

کپاس

گزشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست یافت کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی (**جدول 2.5**)۔ زیرِ کاشت رقبے میں کمی کی بنیادی وجوہات یہ ہیں: خریداریوں میں کمی کی وجہ سے کپاس (پھٹی) کی مارکیٹ کی قیمتیں مالی سال 24ء میں اعلان کردہ کم از کم امدادی قیمت 8500 روپے فی 40 کلو گرام سے بھی کم ہو گئی تھیں؛ اور مسابقتی فصلوں—تل اور چاول—پر بہتر نفع آوری۔ مزید برآں، مالی سال 24ء کے دوران پنجاب حکومت کی جانب سے گندم کی خریداری نہ کرنے کے فیصلے نے کپاس کی کم از کم امدادی قیمت کے بارے میں کاشت کاروں کو شکوک و شبہات کا شکار کر

[13] کسان کارڈ کے تحت، 12.5 ایکڑ تک زمین رکھنے والے چھوٹے کاشت کاروں کو بیج بونے سے فصل کی کٹائی تک کے مراحل میں بلا سود ان پٹ قرضے فراہم کیے جاتے ہیں۔

[14] ماخذ: حکومتِ پنجاب (https://punjab.gov.pk/node/6350)

دیا، جس نے ان کے کاشت کاری کے فیصلوں پر بھی اثر ڈالا۔ لہٰذا، پنجاب میں زیرِ کاشت رقبے میں کمی زیادہ نمایاں تھی (**شکل 2.6**)۔

مزید برآں، تصدیق شدہ بیجوں کی کم دستیابی اور آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے کپاس کی یافت بری طرح متاثر ہوئی۔ موسم کے اوائل میں بار بار آنے والی گرمی کی لہریں (ہیٹ ویوز) کچھ علاقوں میں فصل کی کٹائی میں تاخیر کا سبب بنیں جبکہ بے موسم بارشوں نے پودوں کی نشوونما اور پھولوں کو متاثر کیا۔[15] جنوبی پنجاب، جو کپاس کی سب سے بڑی پٹی ہے، میں کیڑوں کے شدید حملے نے صورتِ حال کو مزید ابتر کر دیا، جس سے یافت پر مزید اثر پڑا۔

چاول

چاول کی پیداوار میں کمی آئی، جس کی بنیادی وجہ گذشتہ سال کے مقابلے میں پست یافت تھی (**جدول 2.5**)۔ سندھ میں زیرِ کاشت رقبے میں ہونے والی کمی کی پنجاب میں ہونے والے اضافے نے کافی حد تک تلافی کر دی۔[16] پنجاب میں کاشت میں ہونے والے اضافے کی ممکنہ وجہ کپاس کی جگہ چاول کی کاشت ہو سکتی ہے۔ مزید برآں، بھارت کی جانب سے برآمدی پابندی اٹھانے کے باوجود پاکستان نے اپنی برآمدی منڈیوں کو برقرار رکھا، جس کی بنیادی وجہ مسابقتی قیمتیں تھیں (**باب 5**)۔

گنا

خریف کی دیگر اہم فصلوں کے برعکس گنے کی کاشت کے رقبے میں معمولی اضافہ ریکارڈ کیا گیا (**جدول 2.5**)۔ گنے کے زیرِ کاشت رقبے میں یہ اضافہ بنیادی طور پر مکئی اور کپاس سے منتقل ہونے کی وجہ سے تھا۔[17] تاہم، رقبے میں اضافے سے حاصل ہونے والے فوائد کا اثر گذشتہ سال کے مقابلے میں کم پیداوار سے زائل ہو گیا کیونکہ مالی سال 24ء کے دوران ہونے والی یافتوں کو سیلاب کے بعد مٹی کی افزودگی سے فائدہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود مالی سال 25ء کے دوران حاصل ہونے والی یافتیں گذشتہ پانچ سالہ اوسط (مالی سال 20ء تا مالی سال 24ء) سے ابھی بھی زیادہ تھیں۔[18]

مکئی

مالی سال 25ء کے دوران مکئی کی پیداوار میں مسلسل دوسرے سال کمی واقع ہوئی جس کی بنیادی وجہ زیرِ کاشت رقبہ میں کمی تھی (**جدول 2.5**)۔ اس کی ایک وجہ گذشتہ سال کی کم قیمتیں ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں، صوبہ وار اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب میں کاشت میں کمی آئی ہے، لیکن سندھ میں اضافہ ہوا ہے، جس کی وجہ اس کی جگہ کپاس کی کاشت ہو سکتی ہے۔

گندم

حکومت نے مالی سال 25ء کے موسمِ ربیع کے لیے گندم کا پیداواری ہدف کم کر کے 27.9 ملین میٹرک ٹن کر دیا ہے جو گذشتہ سال کی 31.6

---

[15] ماخذ: یو ایس ڈی اے، کاٹن اینڈ پروڈکٹس اپڈیٹ، نومبر 2024ء

[16] پنجاب میں چاول کی زیرِ کاشت رقبے میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ سندھ میں 13.7 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ ماخذ: ایف سی اے ورکنگ پیپر

[17] پاکستان میں گنے کی فصل، مکئی اور کپاس کے مقابلے میں زیادہ منافع بخش ہے۔ ماخذ: یو ایس ڈی اے، شوگر سیمی اینوئل، ستمبر 2024ء

[18] اوسط پیداوار (مالی سال 20ء تا 24ء) 68,936 کلوگرام فی ہیکٹر ہے۔ ماخذ: پی بی ایس

ملین میٹرک ٹن پیداوار سے کم ہے(**جدول 2.6**)۔[19] پنجاب میں گندم کے زیرِ کاشت رقبے کے ابتدائی تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 25ء کے دوران گندم کے زیرِ کاشت رقبے میں 6.8 فیصد کمی آئی ہے۔[20]

جدول 2.6: گندم

رقبہ ملین ہیکٹر؛ پیداوار ملین میٹرک ٹن؛ فیصد تبدیلی

	رقبہ		پیداوار		م س25ء میں تبدیلی	
	م س24ء	م س25ء ہ	م س24ء	م س25ء ہ	رقبہ	پیداوار
پنجاب	7.1	6.7	24.2	21.2	-5.6	-12.7
سندھ	1.4	1.3	4.4	4.0	-9.4	-8.3
خیبر پختونخوا	0.8	0.8	1.5	1.6	2.0	7.1
بلوچستان	0.5	0.6	1.5	1.2	4.6	-21.9
پاکستان	**9.7**	**9.3**	**31.6**	**27.9**	**-5.0**	**-11.6**

ہ: ہدفی

ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت ورکنگ پیپر اور پاکستان دفترِ شماریات

بوائی کے موسم کے آغاز میں خام مال کی صورتِ حال کسی حد تک تسلی بخش تھی، کیونکہ اس سال مون سون کی معمول سے زیادہ بارشوں کی وجہ سے مٹی میں نمی مناسب مقدار میں موجود تھی۔ مزید برآں، اکتوبر تا دسمبر 2024ء کے دوران کھادوں کے مجموعی استعمال میں مجموعی طور پر 19.2 فیصد اضافہ ہوا (ڈی اے پی: 19.5 فیصد اور یوریا: 18.0 فیصد)، جو پنجاب میں کسان کارڈ کے ذریعے خام مال کے لیے بلاسود قرضوں کی فراہمی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ تاہم، اکتوبر تا دسمبر 2024ء کے دوران بارش معمول سے کم رہی اور خاص طور پر پنجاب کے بارانی علاقوں میں مٹی کا درجہ حرارت معمول سے زیادہ رہا۔[21]

دیگر فصلیں

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران دیگر فصلوں میں گذشتہ دو سالوں کی کمی کے بعد معتدل نمو دکھائی۔ خاص طور پر چین کو برآمدی مواقع کی وجہ سے گذشتہ چند سالوں میں تل کے بیج کی کاشت نے مقبولیت حاصل کی ہے۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 25ء میں تل کے زیرِ کاشت رقبے میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا (**شکل 2.7**)۔[22]

شکل 2.7: تل کی فصل

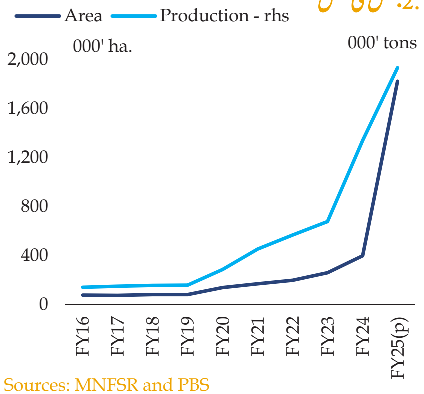

Sources: MNFSR and PBS

خریف کی دالوں کی پیداوار میں ملا جلا رجحان دیکھا گیا کیونکہ مونگ کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی، جبکہ ماش میں اضافہ ہوا (**جدول 2.7**)۔ مالی سال 25ء کے لیے ربیع کی دیگر فصلوں کے پیداواری منصوبے میں آلو کے علاوہ باقی سب کے پیداواری اہداف میں اضافہ دکھائی دیا ہے (**جدول 2.8**)۔

[19] مالی سال 25ء کے لیے گندم کی پیداوار کا ابتدائی ہدف 33.6 ملین میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا۔ ماخذ: ایف سی اے، ورکنگ پیپر

[20] ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

[21] ماخذ: پاکستان محکمہ موسمیات (پی ایم ڈی)

[22] پنجاب میں کپاس کے کافی رقبے کو تل اور چاول کی طرف منتقل کر دیا گیا تھا۔ ماخذ یو ایس ڈی اے، کپاس اور مصنوعات کی تازہ کاری، اگست 2024ء۔

جدول 2.7: خریف کی دالیں

رقبہ ہزار ہیکٹر؛ پیداوار ہزار ٹن

	رقبہ		پیداوار		تبدیلی	
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	رقبہ	پیداوار
مونگ	201.0	184.9	153.3	115.6	-8.0	-24.6
ماش	7.0	7.5	5.6	5.8	6.6	3.3

ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت

2.3 صنعت

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران صنعت میں 0.4 فیصد کی معمولی تخفیف ریکارڈ کی گئی جو گذشتہ سال کے اسی عرصے میں 3.3 فیصد تھی۔ اس سکڑاؤ کی بنیادی وجہ تعمیرات اور کان کنی اور کھدائی کے شعبوں کی جانب سے اضافہ قدر میں نمایاں کمی تھی (**جدول 2.9**)۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں نمایاں کمی کو محدود تر قیاتی اخراجات، تعمیراتی مواد کی بلند قیمتوں اور رئیل اسٹیٹ مارکیٹ میں موجودہ غیر یقینی صورتِ حال سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔ تعمیرات سے وابستہ صنعتوں، خاص طور پر سیمنٹ اور اسٹیل کی ناقص کارکردگی سے بھی اس کی عکاسی ہوتی ہے۔ کان کنی اور کھدائی کے اضافہ قدر میں کمی کی وجہ گیس، خام تیل اور کوئلے کی پیداوار میں کمی تھی۔[23]

بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی میں اضافہ قدر مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں بحال ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں نمایاں کمی واقع ہوئی تھی، جس کی تائید بجلی کی پیداوار سے متعلق بلند تعداد کے حامل اعداد وشمار سے بھی ہوتی ہے۔ مزید برآں، گھریلو اور صنعتی صارفین کی طرف سے شمسی توانائی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جیسا کہ نیٹ میٹرنگ کی استعداد کے رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے (**شکل 2.8**)۔

جدول 2.8: دیگر فصلیں–ربیع کا پیداواری منصوبہ

رقبہ ہزار ہیکٹر؛ پیداوار ہزار ٹن؛ فیصد تبدیلی

	رقبہ		پیداوار		تبدیلی	
	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء	رقبہ	پیداوار
چنا	797.1	881.0	209.1	419.4	10.5	100.6
دال	6.2	14.0	4.7	8.9	126.5	89.0
آلو	329.5	268.1	8,296.9	6,829.4	-18.6	-17.7
پیاز	142.7	157.0	2,304.6	2,554.8	10.0	10.9
ٹماٹر	50.4	47.0	601.4	658.7	-6.7	9.5
کینولا	45.0	85.0	63.9	120.0	88.9	87.7
سورج مکھی	63.0	82.8	98.3	150.0	31.4	52.6
سرسوں	363.0	466.0	388.9	432.9	28.4	11.3

ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت ورکنگ پیپر

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران اشیا سازی کے شعبے میں 1.3 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کی 1.8 فیصد کے مقابلے میں قدرے کم ہے۔ اشیا سازی کے شعبے میں معمولی نمو کی بنیادی وجہ چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی اور ذبیحہ کے شعبے کی کارکردگی تھی، جبکہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی تھی۔

شکل 2.8: نیٹ میٹرنگ کی استعداد

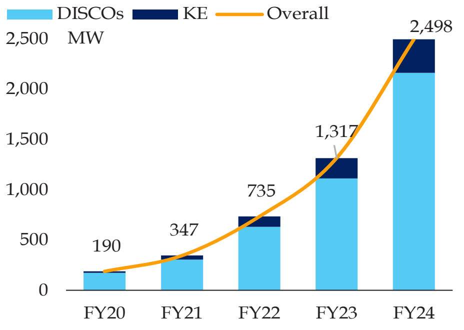

Source: NEPRA

[23] گیس، خام تیل اور کوئلے کی پیداوار میں بالترتیب 6.2، 11.4 اور 6.3 فیصد کمی واقع ہوئی۔ ماخذ: پی بی ایس

جدول 2.9: صنعتی نمو

نمو فیصد، حصہ فیصدی درجات میں

	مالی سال 24ء						مالی سال 25ء			حصہ	
	سہ 1	سہ 2	شش 1*	سہ 3	سہ 4	شش 2*	سہ 1	سہ 2	شش 1*	شش 1 م س 24ء	شش 1 م س 25ء
صنعت	**-4.8**	**-1.8**	**-3.3**	**3.3**	**-3.1**	**0.2**	**-0.7**	**-0.2**	**-0.4**	**-3.3**	**-0.4**
کان کنی اور کوہ کنی	5.9	-3.5	1.0	-6.4	-11.8	-9.1	-8.1	-3.3	-5.7	0.1	-0.5
اشیا سازی	1.9	1.7	1.8	3.4	5.5	4.4	2.2	0.5	1.3	1.1	0.9
بڑا پیمانہ	-0.6	-0.8	-0.7	1.6	4.2	2.8	-0.8	-2.9	-1.9	-0.3	-0.9
چھوٹا پیمانہ	9.0	8.9	9.0	9.0	9.3	9.2	9.7	9.2	9.5	1.0	1.2
مذبح	6.4	6.4	6.4	6.6	7.0	6.8	7.5	7.3	7.4	0.4	0.6
بجلی، گیس اور پانی کی رسد	-38.2	-18.9	-31.0	24.6	-31.2	-11.2	1.4	7.7	4.1	-4.7	0.5
تعمیرات	7.0	-3.2	1.5	-5.8	-1.1	-3.6	-11.7	-7.1	-9.3	0.2	-1.3

* شش 1 جی وی اے = سہ 1 جی وی اے + سہ 2 جی وی اے؛ شش 2 جی وی اے = سہ 3 جی وی اے + سہ 4 جی وی اے

ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات

بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم)[24]

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایل ایس ایم کی پیداوار میں 1.9 فیصد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی میں 1.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ ایل ایس ایم کے 22 گروپوں میں سے 12 گروپوں کی پیداوار میں کمی دکھائی دی (**شکل 2.9**)۔ کمی کا اظہار کرنے والے گروپوں نے ایل ایس ایم کی مجموعی نمو میں 5.0 فیصدی درجوں کی کمی کر دی، جبکہ نمو ظاہر کرنے والے گروپوں کا حصہ صرف 3.1 فیصدی درجے تھا۔

کمی ظاہر کرنے والے شعبوں میں، سب سے زیادہ دباؤ فرنیچر کی صنعت سے آیا۔ صرف فرنیچر نے ہی ایل ایس ایم کی مجموعی نمو کو 2.3 فیصدی درجوں تک کم کر دیا، جس نے تین بڑے شعبوں – ٹیکسٹائل، ملبوسات اور گاڑیاں – جنھوں نے مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران نمو ظاہر کی تھی، کی پیداوار میں بحالی کے مثبت اثرات کو تقریباً زائل کر دیا (**جدول 2.10**)۔[25]

شکل 2.9: پہلی ششماہی میں پیداوار میں اضافہ اور کمی ظاہر کرنے والے ایل ایس ایم گروپس کی تعداد

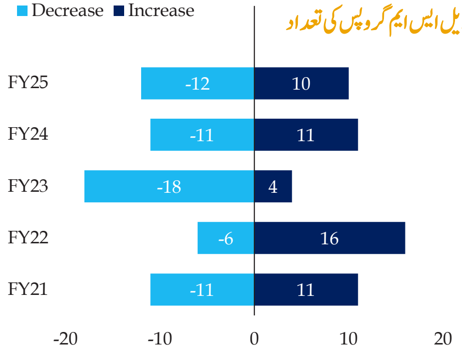

Source: PBS

[24] یہ سیکشن پاکستان دفترِ شماریات کی جانب سے جاری کردہ ماہانہ اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

[25] ایل ایس ایم میں 0.5 فیصد وزن کے حامل فرنیچر کی پیداوار میں تیزی سے تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں، جس کا گذشتہ چند برسوں کے دوران مجموعی طور پر ایل ایس ایم کی نمو پر بڑا اثر پڑا ہے۔ مثال کے طور پر مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران فرنیچر کی پیداوار میں 61.1 فیصد کمی واقع ہوئی جس کے علاوہ مجموعی ایل ایس ایم مثبت 0.4 فیصد ہو گئی۔ اسی طرح مالی سال 24ء کی پہلی ششماہی کے دوران فرنیچر کی پیداوار میں 31 فیصد اضافہ ہوا جس کے علاوہ مجموعی ایل ایس ایم منفی 1.0 فیصد سے منفی 1.9 فیصد ہو گئی۔

جدول 2.10: پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی

اشیا سازی کا شعبہ	وزن	نمو		حصہ	
		مالی سال 24ء	مالی سال 25ء	مالی سال 24ء	مالی سال 25ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	78.4	-1.0	-1.9	-1.0	-1.9
جس میں					
غذا	10.7	4.9	-1.0	0.7	-0.2
مشروبات	3.8	0.1	0.5	0.0	0.0
تمباکو	2.1	-36.7	19.2	-0.7	0.2
ٹیکسٹائل	18.2	-11.0	2.1	-2.1	0.4
پہننے والے ملبوسات	6.1	-0.8	9.5	-0.1	1.4
چمڑے کی مصنوعات	1.2	3.4	0.6	0.0	0.0
لکڑی کی مصنوعات	0.2	9.2	-2.1	0.0	0.0
کاغذ اور بورڈ	1.6	-5.0	2.3	-0.1	0.1
کوک اور پٹرولیم مصنوعات	6.7	8.4	-0.3	0.5	0.0
کیمیکل مصنوعات	6.5	4.2	-2.0	0.3	-0.2
ادویات	5.2	31.9	1.8	1.4	0.1
ربڑ	0.2	0.6	-1.2	0.0	0.0
غیر دھاتی معدنیات	5.0	1.8	-13.3	0.1	-0.9
لوہے اور فولاد کی مصنوعات	3.4	-1.4	-12.0	-0.1	-0.6
ڈھلی ہوئی دھات	0.4	-2.2	-21.8	0.0	-0.1
کمپیوٹرز، الیکٹرونکس اور بصری آلات	0.0	-21.1	0.8	0.0	0.0
برقی مصنوعات	2.0	-10.9	-19.0	-0.4	-0.6
مشینری اور آلات	0.4	70.7	-27.9	0.2	-0.1
گاڑیاں	3.1	-52.9	50.2	-1.7	0.8
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	0.7	-14.5	30.6	-0.1	0.1
فرنیچر	0.5	31.1	-61.1	0.9	-2.3
دیگر اشیا سازی	0.3	-3.4	-10.7	0.0	0.0

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ٹیکسٹائل اور ملبوسات

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار میں 2.1 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ گذشتہ دو سال کی اسی مدت کے دوران بالترتیب 11.0 فیصد اور 13.1 فیصد کمی واقع ہوئی تھی (**جدول 2.11**)۔ درآمدات کی مدد سے خام مال کی بہتر دستیابی، قرضوں کی لاگت میں کمی اور برآمدات میں حوصلہ افزا نمو نے اس بحالی میں مدد کی۔ ٹیکسٹائل میں دو بڑے شعبوں یعنی دھاگے اور کپڑے میں مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران نمایاں نمو دکھائی دی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں ان میں کمی واقع ہوئی تھی۔

جدول 2.11: پہلی ششماہی کے دوران ٹیکسٹائل اور ملبوسات

	اکائی	وزن	پیداوار				نمو (فیصد)	
			م س22ء	م س23ء	م س24ء	م س25ء	م س24ء	م س25ء
دھاگا	ہزار میٹرک ٹن	8.9	1,728.8	1,483.4	1,213.7	1,320.1	-18.2	8.8
کپڑے	ملین اسکوائر میٹر	7.3	525.3	487.5	435.0	438.4	-10.8	0.8
پٹ سن کی اشیا	ہزار میٹرک ٹن	0.3	28.4	30.0	20.0	16.1	-33.4	-19.6
اونی تولیے اور باتھ روب	ہزار میٹرک ٹن	0.6	112.7	93.4	106.4	112.3	13.9	5.5
اونی اور قالین کا دھاگا	ہزار میٹرک ٹن	0.1	4.2	8.3	11.7	10.6	40.6	-9.4
اونی کپڑے	ہزار اسکوائر میٹر	0.1	721.0	860.0	726.0	486.0	-15.6	-33.1
اونی کمبل	تعداد ہزار میں	0.9	46.0	20.7	23.7	18.9	14.4	-20.3
پہننے والے ملبوسات	ملین درجن	6.1	21.7	36.5	36.2	39.6	-0.8	9.5

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ملبوسات کی پیداوار میں نمایاں بحالی دکھائی دی جس کی بنیادی وجہ بنگلہ دیش میں رکاوٹوں کے سبب مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیار ملبوسات کی برآمدات میں نمایاں اضافہ تھا۔

شکل 2.10: پہلی ششماہی میں ایل ایس ایم کی نمو میں غذائی پیداوار کا حصہ

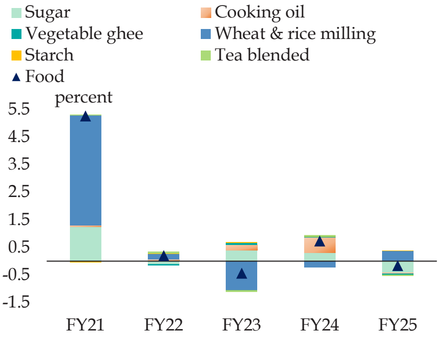

Source: PBS

غذا

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں چینی، خوردنی تیل، نباتی تیل اور چائے کی پیداوار میں کمی کے ساتھ غذائی گروپ کی پیداوار میں معمولی کمی دکھائی دی۔ چینی کی پیداوار میں کمی کی وجہ رواں سال گنے کی پیداوار میں کمی اور اس کا ممکنہ طور پر دوسری مصنوعات میں استعمال ہے۔ دوسری طرف، گندم اور چاول کی پسائی میں گذشتہ دو سالوں کی تقابلی مدت میں کمی کے بعد بحالی دکھائی دی (**شکل 2.10**)۔ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران چاول کی برآمدات میں اضافے اور گندم اور چاول کی قیمتوں میں کمی نے گندم اور چاول کی پسائی میں نمو کی رفتار کو مدد فراہم کی۔ اسی طرح، مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں مشروبات کی پیداوار میں 0.5 فیصد اضافہ ہوا، جب کہ گذشتہ سال معمولی نمو ہوئی تھی۔

پٹرولیم مصنوعات

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران پٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں کمی آئی، حالانکہ فروخت کے حجم میں اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.11**)۔ اس کی سب سے بڑی وجہ پٹرولیم مصنوعات کی درآمدات (مقدار) میں اضافہ تھا نیز اکتوبر تا نومبر 2024ء کے دوران سب سے بڑی آئل ریفائنری کو مرمت کے لیے عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا۔[26]

[26] پاکستان کی سب سے بڑی ریفائنری–پارکو کی ریفائننگ صلاحیت 120,000 بیرل یومیہ ہے، اور اس کے پاس 2000 کلومیٹر سے زائد طویل کراس کنٹری پائپ لائن نیٹ ورک موجود ہے۔

شکل 2.11: پہلی ششماہی میں پٹرولیم مصنوعات کی پیداوار میں نمو

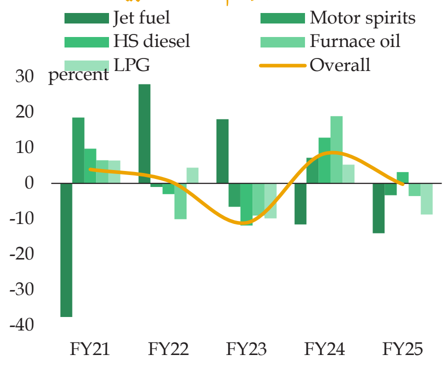

Source: PBS

ادویات

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ادویات کی پیداوار میں 1.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 31.9 فیصد کا اضافہ دیکھا گیا تھا (**شکل 2.12**)۔ ادویات کی قیمتوں میں بے قاعدگی اور خاص طور پر افریقی ممالک کو برآمدات میں اضافہ اس نمو کے اہم عوامل تھے۔

شکل 2.12: پہلی ششماہی میں ادویہ سازی میں نمو

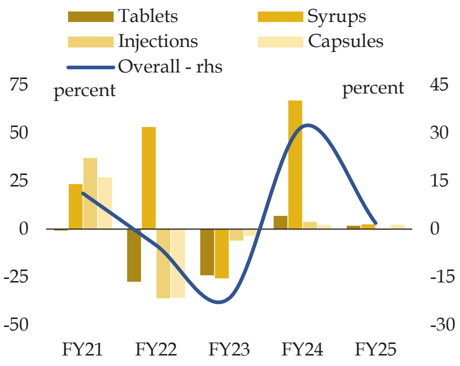

Source: PBS

گاڑیاں

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران گاڑیوں کی پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران تیزی سے تخفیف ہوئی تھی۔ پست شرح سود اور گاڑیوں کی کمپنیوں کی جانب سے پیش کردہ رعایتوں؛ شرح مبادلہ میں استحکام؛ اور درآمدی خام مال کی بہتر دستیابی کے سبب ملکی فروخت میں ہونے والے اضافے سے صنعت کو فائدہ پہنچا۔

گاڑیوں کی یہ نمو بھی وسیع البنیاد تھی جس میں ٹریکٹروں کے علاوہ تمام زمروں کی پیداوار میں اضافہ دکھائی دیا۔ خاص طور پر چھوٹے انجن والی مسافر کاروں کی بلند فروخت اور پیداوار بھی سواری فراہم کرنے والی (رائیڈ ہیلنگ) سروسز کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اثرات کے ساتھ ساتھ قیمتوں کے تفرق کے باعث صارفین کی ترجیح کی عکاسی کرتی ہے (**شکل 2.13**)۔ دوسری جانب ٹریکٹروں کی پیداوار میں کمی کو سیلز ٹیکس میں اضافے اور زرعی پیداوار میں سست روی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

شکل 2.13: پہلی ششماہی میں گاڑیوں کی فروخت اور پیداوار

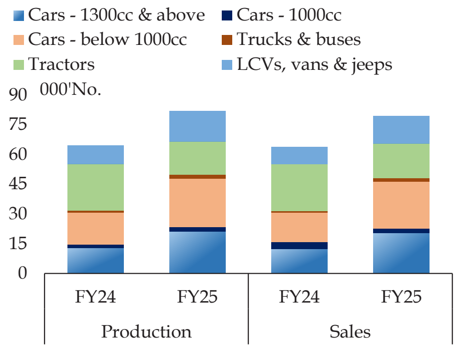

Source: PAMA

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی پیداوار میں کمی کا رجحان برقرار رہا جو کمزور تعمیراتی سرگرمی سے ہم آہنگ تھا۔ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے جبکہ گذشتہ سال اس میں میں معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔ فولاد کی پیداوار میں بھی کمی واقع ہوئی، جس میں لمبے فولاد کی پیداوار میں مسلسل تیسرے سال کمی ریکارڈ کی گئی (**شکل 2.14**)۔ اگرچہ چپٹے فولاد کی پیداوار میں بھی کمی واقع ہوئی تاہم یہ کمی گذشتہ سال کے مقابلے میں قدرے کم تھی۔ یہ گاڑیوں، مشینری اور اوزار سازی کی طلب میں اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔

شکل 2.14: پہلی ششماہی میں فولاد اور سیمنٹ کی پیداوار میں نمو

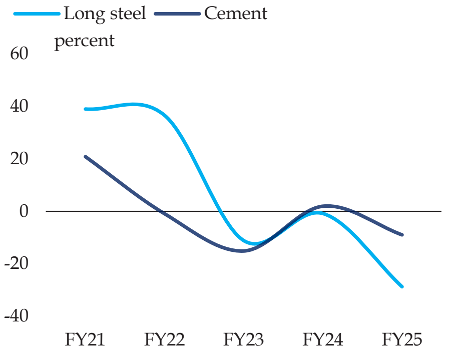

Source: PBS

لمبے فولاد میں کمی کی بنیادی وجہ سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں سست تعمیراتی سرگرمیوں کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سکڑاؤ کی نشاندہی فولاد سے متعلق خام مال کی درآمد میں کمی سے بھی ہوتی ہے۔

دیگر صنعتیں

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران دیگر بڑی صنعتوں خاص طور پر کیمیکلز اور الیکٹرانکس کی پیداوار میں کمی واقع ہوگئی۔ کیمیکلز میں کمی کی بنیادی وجہ دیگر کیمیکلز (کاسٹک سوڈا، صابن، ڈٹرجنٹ، پینٹ، وغیرہ) تھے، جبکہ کھاد کی پیداوار میں سست رفتار سے ہی سہی، اضافہ ہوا۔ دیگر کیمیکلز کی پیداوار میں کمی ڈاؤن اسٹریم صنعتوں جیسے پلاسٹک اور پیکیجنگ، رئیل اسٹیٹ اور گھرانوں سے سست ملکی طلب کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح پنکھوں اور ایئر کنڈیشنرز کے علاوہ برقی سامان کی اشیاسازی میں بھی نمایاں کمی ریکارڈ کی گئی۔

شکل 2.15: انٹرنیٹ بینکاری اور موبائل بینکاری لین دین کا حجم

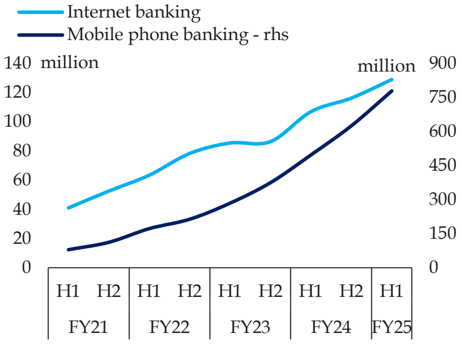

Source: SBP

2.4 خدمات

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران شعبۂ خدمات میں 2.4 فیصد کی قدرے بلند رفتار سے نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس یہ شرح 1.9 فیصد تھی۔ یہ نمو بھی تمام ذیلی شعبوں میں وسیع البنیاد تھی کیونکہ ماسوا ایک ذیلی شعبے – تھوک اور خردہ تجارت کے، سب میں اضافۂ قدر دکھائی دیا (**جدول 2.12**)۔ تاہم، اس نمو میں سب سے بڑا حصہ عمومی سرکاری خدمات، معلومات و ابلاغ، اور دیگر نجی خدمات کا تھا۔

مسلسل مالیاتی یکجائی کے باوجود عمومی سرکاری خدمات کی جانب سے اضافۂ قدر میں تیزی سے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اس میں کمی واقع ہوئی تھی۔ یہ نمو بنیادی طور پر مہنگائی میں کمی کے سبب پست تفریط کنندہ کی وجہ سے تھی۔ آئی سی ٹی کی بڑھتی ہوئی برآمدات اور موبائل سیلولر

جدول 2.12: شعبہ خدمات میں نمو

نمو فیصد، حصہ فیصدی درجات میں

	مالی سال24ء						مالی سال25ء			حصہ	
	سہ 1	سہ 2	شش1*	سہ 3	سہ 4	شش2*	سہ 1	سہ 2	شش1*	شش1م س 24ء	شش1م س 25ء
خدمات	**2.5**	1.3	**1.9**	**2.0**	**3.8**	**2.9**	**2.2**	**2.6**	**2.4**	**1.9**	**2.4**
تھوک اور خردہ تجارت	3.2	2.4	2.8	2.8	4.9	3.8	0.4	-1.1	-0.4	0.9	-0.1
ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری	4.4	1.6	3.0	1.8	0.7	1.2	0.2	1.1	0.7	0.5	0.1
قیام وطعام کی خدمات کی سرگرمیاں	4.0	4.0	4.0	4.1	4.3	4.2	4.6	4.5	4.5	0.1	0.1
اطلاعات اور ابلاغ	6.6	-1.2	2.5	-2.2	11.2	4.4	5.1	8.4	6.8	0.1	0.3
مالیات اور بیمہ سرگرمیاں	-12.9	-16.1	-14.5	-5.3	-2.7	-4.0	-0.3	10.2	4.8	-0.4	0.1
رئیل اسٹیٹ کی سرگرمیاں (رہائش گاہ کی ملکیت)	3.6	3.6	3.6	3.8	3.9	3.9	4.2	4.1	4.2	0.4	0.4
عمومی حکومت	-10.0	-10.6	-10.3	-7.7	-0.3	-4.1	4.4	9.1	6.7	-0.8	0.5
تعلیم	8.8	9.1	9.0	9.6	9.8	9.7	4.8	4.8	4.8	0.4	0.2
انسانی صحت اور فلاح وبہبود	6.3	5.8	6.0	6.2	6.3	6.3	6.7	6.6	6.6	0.2	0.2
دیگر نجی خدمات	3.9	3.9	3.9	3.3	3.4	3.4	3.3	3.1	3.2	0.6	0.5

* شش1 جی وی اے = سہ1 جی وی اے + سہ2 جی وی اے؛ شش2 جی وی اے = سہ3 جی وی اے + سہ4 جی وی اے

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اور براڈ بینڈ صارفین میں اضافے کے باعث معلومات و ابلاغی خدمات میں 6.8 فیصد اضافہ ہوا۔[27] مزید برآں، انٹرنیٹ اور موبائل بینکاری لین دین میں مسلسل بڑھتا ہوا رجحان بھی آئی سی ٹی خدمات کے بڑھتے ہوئے استعمال کی عکاسی کرتا ہے (**شکل 2.15**)۔

مالی سال25ء کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری کے شعبے میں 0.7 فیصد نمو ہوئی، جس کی بنیادی وجہ ٹرانسپورٹ کے جُز میں بہتری تھی۔ بسوں اور ٹرکوں کی فروخت میں نمایاں اضافے (دیکھیے **سیکشن 2.3**) اور ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں اضافے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔[28]

مالیات اور بیمہ خدمات میں گزشتہ آٹھ سہ ماہیوں میں مسلسل کمی کے بعد بہتری دیکھنے میں آئی، جو بنیادی طور پر مالی حالات میں بہتری کے باعث مالکاری سرگرمیوں میں تیزی، بڑی صنعتوں کی پیداوار کی بحالی، اور بینکوں کی اے ڈی آر سے متعلق حد کو حاصل کرنے کی کوششوں کے باعث ممکن ہوئی۔ خاص طور پر، جدولی بینکوں کی جانب سے اضافہ قدر

[27] پاکستان کی آئی ٹی برآمدات دسمبر مالی سال25ء میں 348 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جو کہ کسی بھی ایک مہینے میں سب سے زیادہ ہیں، جس سے مالی سال25ء کی پہلی ششماہی میں برآمدات 1,864 ملین ڈالر ہو گئیں، جو گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 28 فیصد زیادہ ہیں۔ ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[28] ٹرانسپورٹ اور اسٹوریج کے شعبے میں پٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں 9.5 فیصد اضافہ ہوا۔ ماخذ: او سی اے سی

مثبت ثابت ہوا، جسے شرح سود میں کمی کے سبب مالی ثالثی میں اضافے سے مدد ملی (جدول 2.13)۔

جدول 2.13: بینکاری شعبے کے کلیدی اعداد و شمار

اثاثے، امانتیں، اور قرضے ٹریلین روپے میں؛ ایکویٹی پر منافع اور اثاثوں پر منافع فیصد میں

	مالی سال 24ء				مالی سال 25ء	
	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سہ 1	سہ 2
مجموعی اثاثے	43.2	46.4	46.5	51.7	52.1	53.7
امانتیں	27.5	29.1	29.6	32.5	32.8	31.8
قرضے	11.7	12.2	11.6	12.1	11.9	15.8
ایکویٹی پر منافع بعد از ٹیکس	26.9	27.1	24.1	20.4	22.5	21.5
اثاثوں پر منافع بعد از ٹیکس	1.5	1.6	1.4	1.2	1.3	1.3

* ایکویٹی پر منافع اور اثاثوں پر منافع سال تا حال کی بنیاد پر اور منافع کیلنڈر سال کی بنیاد پر

ماخذ: بینک دولت پاکستان

2.5 افرادی قوت کی مارکیٹ[29]

مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران افرادی قوت کی مارکیٹ کے اظہاریوں نے روزگار میں اضافے کا اشارہ دیا۔ بالخصوص پنجاب کے صنعتی روزگار کے اعداد و شمار اور اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار کے سروے (بی سی ایس) اس کی عکاسی ہوئی۔

جولائی تا ستمبر مالی سال 25ء کے دوران پنجاب میں روزگار میں 1.2 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں روزگار میں کمی دیکھی گئی تھی۔ اس نمو کو خوراک، مشروبات اور تمباکو میں ملازمتوں میں اضافے سے مدد ملی جیسا کہ ایل ایس ایم میں ان کی بہتر کارکردگی سے ظاہر ہوتا ہے (شکل 2.16)۔

انجینئرنگ مصنوعات کے بھی روزگار میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جبکہ گذشتہ سال اس میں کمی واقع ہوئی تھی۔ مزید برآں، ٹیکسٹائل کے شعبے میں ملازمتوں کے خاتمے کی شرح میں بھی کمی دیکھی گئی، جو بہتر پیداواری سرگرمی سے ہم آہنگ تھی۔

شکل 2.16: پنجاب: اہم شعبوں میں روزگار میں نمو

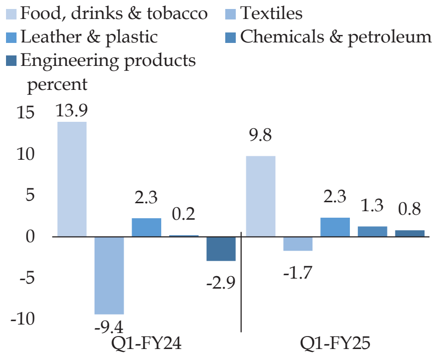

Source: BOS, Punjab

شکل 2.17: پنجاب: صنعتی روزگار کے درجے

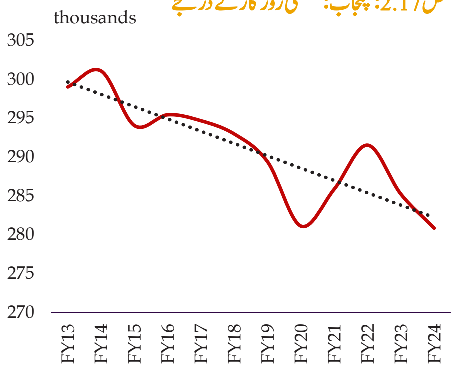

Source: BOS, Punjab

[29] اس سیکشن میں زیرِ بحث روزگار کے اعداد و شمار کا تعلق جولائی تا ستمبر مالی سال 25ء کے لیے پنجاب کی ایل ایس ایم کے روزگار کے اعداد و شمار سے ہے۔

روز گار کے مواقع پیدا کرنے میں مجموعی طور پر کاروباری اعتماد، اگرچہ اب بھی مایوس کن ہے، تاہم گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں بہتری دکھائی دی (**شکل 2.18**)۔ شعبۂ خدمات میں روزگار کے احساسات 50 سے اوپر رہے جبکہ صنعتی شعبے کے لیے احساسات رجائیت کے نشان سے نیچے رہے، تاہم گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں بہتری دیکھی گئی۔

شکل 2.18: اعتمادِ کاروبار سروے: روزگار کے اشاریے

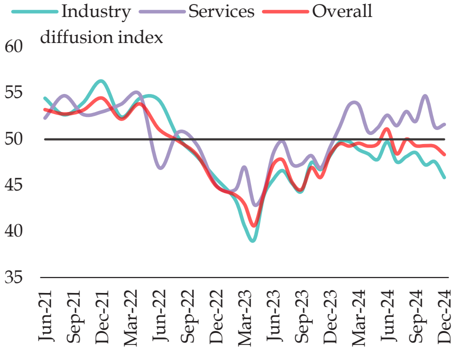

Source: SBP

اجرتیں

سی پی آئی کے اعداد و شمار کے مطابق اگرچہ مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں اجرتوں میں اضافہ جاری رہا، تاہم مجموعی نمو معتدل رہی (**شکل 2.19**)۔ متعدد خدمات بشمول ذاتی آرائش کی خدمات، میکانیکی خدمات اور رہائش کی خدمات کے لیے اجرت کی نمو میں نمایاں کمی آئی۔ اسی طرح گھریلو ملازمین، ڈاک خدمات اور تعمیراتی کارکنوں کی اجرتوں میں بھی سست روی دیکھی گئی۔ اس کے برعکس، طبی خدمات کے معاوضے میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران نمایاں اضافہ ہوا۔ اجرتوں میں مسلسل اضافے کے ساتھ ساتھ مہنگائی میں تیزی سے کمی نے مالی سال 25ء کی پہلی ششماہی میں حقیقی اجرتوں کو بحال کرنے میں مدد کی، جو گذشتہ چند سالوں سے دباؤ کا شکار تھیں (**شکل 2.20**)۔

شکل 2.19: شعبہ خدمات کی اجرتوں میں نمو

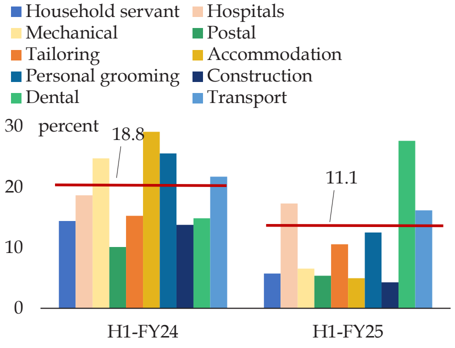

Source: PBS

شکل 2.20: شہری عمومی اور آمدنی کی مہنگائی

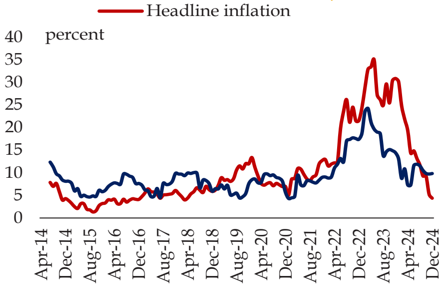

Note: The income inflation data refers to the wages data of services discussed above.
Source: PBS

اگرچہ مالی سال 25ء کی پہلی سہ ماہی سے ہی پنجاب میں روزگار میں اضافہ دکھائی دیا، جبکہ گذشتہ دہائی سے اس میں کمی کا رجحان رہا ہے (**شکل 2.17**) جو افرادی قوت کی کمزور طلب کی عکاسی کرتا ہے۔ افرادی قوت کی مارکیٹ کے تناظر میں، یہ ہجرتِ اذہان (برین ڈرین) میں اضافے میں حصہ ڈال رہا ہے، جو نہ صرف لیبر کی پیداواری صلاحیت بلکہ مجموعی پیداواری عوامل پر بھی منفی اثر ڈال رہا ہے، اور یوں مستقبل کی اقتصادی ترقی کے امکانات کو متاثر کر رہا ہے (**باکس 2.2**)۔

باکس 2.1: عمودی کاشت کاری- آب وہوا کی تبدیلی کے رد عمل میں غذائی پیداوار کو جدید بنانا

موسمیاتی تبدیلی گذشتہ چند سالوں میں مزید شدت اختیار کر چکی ہے، جس میں بار بار ہیٹ ویوز، سیلاب اور غیر متوقع بارش کے رجحانات شامل ہیں۔ چونکہ شدید موسمی صورتِ حال کے واقعات زیادہ عام ہو گئے ہیں، اس لیے زرعی شعبہ مزید غیر محفوظ ہو گیا ہے۔

پاکستان میں تقریباً ساٹھ فیصد آبادی پیش گوئی کے قابل بارانی زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ تاہم، بڑھتے ہوئے عالمی درجہ حرارت اور بدلتے ہوئے موسمی رجحان نے اس پیش گوئی کو متاثر کیا ہے (سید، 2022ء)۔ پاکستان میں پانی کی قلت کی صورتِ حال تشویش ناک ہے، جہاں پانی کے دباؤ کی سطح 100 فیصد سے تجاوز کر چکی ہے (**شکل 2.1.1**)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں دستیاب قابل تجدید وسائل سے زیادہ میٹھے پانی کا اخراج کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں، آبادی میں اضافے اور اس سے منسلک شہر کاری نے متعدد ممالک میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج میں اضافہ کیا ہے، جس سے موسمیاتی تبدیلی میں تیزی آئی ہے (انور، 2020ء)۔ پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے کیونکہ یہاں آبادی کی گنجانی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے (**شکل 2.1.2**)۔ ڈیموگرافک تبدیلیوں سے پتہ چلتا ہے کہ 2050ء تک ترقی پذیر ممالک میں پودوں پر مبنی خوراک کو دوگنا کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے (ایف اے او، این ڈی)۔

شکل 2.1.1: زراعت میں پانی کے دباؤ کی سطح

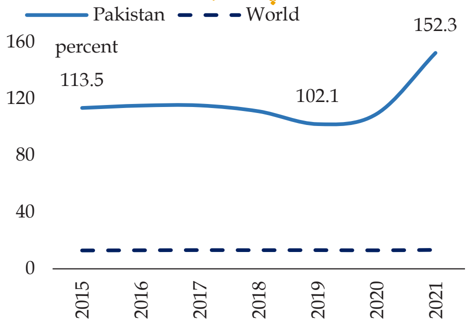

*fresh water withdrawl as percentage of available freshwater

Source: FAO

پانی کے استعمال کو معقول بنانے کے لیے ایک حل یہ ہے کہ شہری علاقوں میں زرعی پیداوار کو عمودی کاشت کاری (ورٹیکل فارمنگ- وی ایف) کے ذریعے جدید بنایا جائے؛ اس طریقے میں فصلوں کو عمودی طور پر ترتیب دی گئی تہوں یا نیم جھکی ہوئی سطحوں پر کنٹرول شدہ ماحول میں سال بھر اگایا جاتا ہے۔ چھوٹے پھل دار پودے جیسے ٹماٹر، پتوں والی سبزیاں، جڑی بوٹیاں، مائیکروگرینز، مرچیں، اور اسٹرابیری اس طرز کی کاشتکاری کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔

شکل 2.1.2: شہری آبادی اور آبادی کی گنجانیت

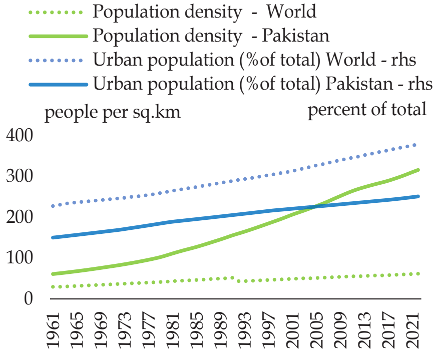

Source: WB

عمودی کاشت کاری اب کوئی مستقبل کا تصور نہیں رہا، کیونکہ امریکہ، جاپان، نیدرلینڈ، سنگاپور، فرانس، کینیڈا، اور سویڈن جیسے کئی ممالک وی ایف منصوبوں کا آغاز کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر، امریکی شہر نیویارک، شکاگو، اور ملواکی عمودی کاشت کاری کے علمبردار بن رہے ہیں، جہاں شہری گوداموں، متروک عمارتوں اور بلند و بالا عمارتوں کو استعمال میں لایا جا رہا ہے (کلانتری اور دیگر، 2018ء)۔ عمودی کاشت کاری کی چند مثالیں **جدول 2.1.1** میں بیان کی گئی ہیں۔

عمودی کاشتکاری (وی ایف) کے کچھ فوائد میں سب سے نمایاں موسمیاتی تبدیلیوں کے خلاف لچک ہے، کیونکہ پودوں کو عمارتوں کے اندر اگایا جاتا ہے، جہاں پانی، درجہ حرارت، نمی، روشنی، اور ہر فصل کے لیے مخصوص غذائی اجزاء کو کنٹرول شدہ اور مثالی ماحول میں رکھا جاتا ہے (کلانتری اور دیگر، 2018ء)۔ اس کے علاوہ، یہ زمین کے استعمال کو کم سے کم کرتا ہے، پانی کے معقول استعمال کو ممکن بناتا ہے، کیڑے مار ادویات کے استعمال کو ختم کرتا ہے، خوراک کو شہری مراکز کے قریب لا کر نقل و حمل سے منسلک کاربن فٹ پرنٹ کو کم کرتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ یافت حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے (اکنتوئی، 2024ء)۔ وی ایف میں پودے اگانے کے لیے چند مخصوص طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے:

1. ایروپونک: اس طریقے میں پودوں کی جڑیں ہوا میں معلق رکھی جاتی ہیں، اور ان پر باقاعدہ وقفوں سے غذائیت سے بھرپور پانی چھڑکا جاتا ہے، جس سے پانی کا استعمال کم سے کم ہوجاتا ہے۔ تاہم، اس نظام کا ڈھانچہ انتہائی پیچیدہ ہوتا ہے جسے چلانے کے لیے درست مہارت کی ضرورت ہوتی ہے، نیز یہ بجلی کی بندش کے لیے حساس ہوتا ہے، کیونکہ اس کے لیے پانی کا مسلسل چھڑکاؤ ناگزیر ہے۔
2. ہائیڈروپونک: اس میں پودوں کی جڑوں کو غذائیت سے بھرپور پانی کے محلول میں اگایا جاتا ہے، جو بالکل اس مخصوص پودے کی ضروریات کے مطابق ہوتا ہے۔ تاہم، اس طریقے میں دیگر دو طریقوں کے مقابلے میں غذائی اجزا کی لاگت زیادہ آتی ہے۔
3. ایکواپونک: اس طریقے میں ایکواکلچر کو ہائیڈروپونکس کے ساتھ مربوط کیا جاتا ہے۔ مچھلی کے تالاب پودوں کو غذائیت سے بھرپور پانی فراہم کرتے ہیں، اور بدلے میں، پودے مچھلیوں کے لیے پانی کو فلٹر کرکے ایک باہمی فائدے کا تعلق تشکیل دیتے ہیں۔ تاہم، اس طریقے میں ابتدائی مدت دوسرے طریقوں کے مقابلے میں نسبتاً طویل ہوتی ہے اور اس کے لیے وسیع علم درکار ہوتا ہے۔

جدول 2.1.1: ورٹیکل فارمز

نام	مقام	اونچائی	مصنوعات	تفصیلات	ویب سائٹ
ورٹیکل ہارویسٹ	امریکا	3 منزلہ عمارت	ٹماٹر، سٹرابیری، لیٹس، اور چھوٹی ہری سبزیاں	3 ریاستوں میں اسّی سے زیادہ گروسری اسٹورز اور ریستورانوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔	https://verticalharvestfarms.com/locations/jackson/
اسکائی گرینز	سنگاپور	3 منزلہ عمارت / 9 میٹر	پتوں والی ہری سبزیاں	زمین کے استعمال کو موثر بناتی ہے اور قدرتی سورج کی روشنی کو استعمال کرنے والی روایتی کاشتکاری کے مقابلے میں 10 گنا زیادہ پیداوار حاصل کرسکتے ہیں۔	https://www.skygreens.com/
گرووی	نیدرلینڈ، برلن، کویت، سنگاپور	دستیاب نہیں	چھوٹی ہری سبزیاں، پتوں والی سبزیاں اور جڑی بوٹیاں	خردہ فروش اور کھانے کی خدمات، باورچیوں، اور مقامی کمیونٹیز کو فراہمی	https://www.growy.nl/
اسپریڈ	جاپان	دستیاب نہیں	پتوں والی ہری سبزیاں اور اسٹرابیریز	5,000 سے زیادہ گروسری اسٹورز کو فراہمی	https://spread.co.jp/en/

تاہم، وی ایف کے لیے ابتدا میں خطیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، جو اس نظام کو اپنانے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مزید برآں، یہ فارم مصنوعی روشنی اور آب وہوا کے کنٹرول کے لیے توانائی سے بھرپور نظام پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں، اس کے لیے خصوصی علم، درست نگرانی اور کنٹرول کی ضرورت ہوتی ہے، اور فی الحال یہ صرف محدود اقسام کی فصلوں کی کاشت میں معاون ہوتے ہیں۔

پاکستان خاص طور پر شہری علاقوں میں وی ایف سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تاہم، اسے بڑے پیمانے پر اپنائے جانے میں دو بڑی رکاوٹیں سامنے آتی ہیں: بلند ابتدائی لاگت اور توانائی کی زیادہ طلب۔ اس کے علاوہ خصوصی علم، بغور نگرانی اور کنٹرول، نیز محدود اقسام کی فصلوں کی کاشت کچھ مزید چیلنجز ہیں۔ تاہم، سرمائے کی لاگت نصب کردہ نظام پر منحصر ہے مثلاً ایک ایکڑ پر ہائیڈروپونک گلاس سسٹم، جس کی مدتِ زندگی 15 سے 30 سال ہے، کا تخمینہ تقریباً 4 کروڑ روپے ہے (پی بی سی، 2024ء)۔ لہٰذا، پاکستان میں زیادہ تر وی ایف سیٹ اپ ہائبرڈ گرین ہاؤس ڈھانچوں پر مشتمل ہیں جو ضیائی تالیف کے لیے سورج کی روشنی پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال نیشنل فوڈز کا اپنے سسٹین ایگرو اقدام کے تحت کامیاب منصوبہ ہے جس کے ذریعے وہ ہائیڈروپونک گرین ہاؤس سسٹم میں ٹماٹر کی کاشت کرتے ہیں (پی بی سی، 2024ء)۔

ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے قابل تجدید توانائی کے ذرائع، بالخصوص شمسی توانائی، کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، عمودی فارمز میں کاشتکاری کے عمل کے دوران پیدا ہونے والے بائیو فضلے کو استعمال کرتے ہوئے توانائی بھی پیدا کرسکتے ہیں، جس سے ایک کلوزڈ لوپ سسٹم تشکیل پاتا ہے (ایرتھ، 2024ء)۔ بلند ابتدائی لاگت پر قابو پانے کے لیے، کراؤڈ فنڈنگ پلیٹ فارمز اور ایگری ٹیک کمپنیوں کے ساتھ شراکت داری کے ذریعے ابتدائی سرمایہ فراہم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ، شہری علاقوں میں موجود چھتوں اور گوداموں جیسے موجودہ ڈھانچوں کو

دوبارہ استعمال میں لا کر زمین کی خریداری پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی کی جاسکتی ہے۔ آخر میں، ایل ای ڈی اور سولر پینل سمیت توانائی کی موثر ٹیکنالوجیوں میں سرمایہ کاری طویل مدتی آپریشنل اخراجات کو کم کرکے وی ایف کو مالی طور پر زیادہ پائیدار بناسکتی ہے۔

* اس باکس کی تیاری میں رمیصاء بتول صاحبہ کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i. Akintuyi, O. B. (2024). Vertical farming in urban environments: a review of architectural integration and food security. *Open Access Research Journal of Biology and Pharmacy, 10*(2), 114-126.

ii. Al-Kodmany, K. (2018). The vertical farm: A review of developments and implications for the vertical city. *Buildings, 8*(2), 24.

iii. Anwar, A., Younis, M., & Ullah, I. (2020). Impact of urbanization and economic growth on CO2 emission: a case of far east Asian countries. *International Journal of Environmental Research and Public Health, 17*(7), 2531.

iv. Erekath, S., Seidlitz, H., Schreiner, M., & Dreyer, C. (2024). Food for future: Exploring cutting-edge technology and practices in vertical farm. *Sustainable Cities and Society, 105357.*

v. FAO (n.d.), *Food Needs and Population.* Retrieved January 28,2025, from www.fao.org/4/x0262e/x0262e23.htm

vi. Kalantari, F., Tahir, O. M., Joni, R. A., & Fatemi, E. (2018). Opportunities and challenges in sustainability of vertical farming: A review. *Journal of Landscape Ecology, 11*(1), 35-60.

vii. Pakistan Business Council. (2024). *Opportunities and challenges in Pakistan's vertical farming landscape (Policy brief.)*

viii. United Nations (n.d.), *Global Issues, Population.* Retrieved January 28,2025, from www.un.org/en/global-issues/population

ix. Syed, A., Raza, T., Bhatti, T. T., & Eash, N. S. (2022). Climate Impacts on the agricultural sector of Pakistan: Risks and solutions. *Environmental Challenges, 6*, 100433

باکس 2.2: ہجرتِ اذہان (برین ڈرین) اور پاکستان کی معیشت پر اس کے اثرات

ہجرتِ اذہان[30] کے ماخذ ملک کی معیشت پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو اس سے ترسیلات زر کے حصول میں مدد ملتی ہے، اور تارکین وطن کے روابط کے ذریعے معیشت میں جدت طرازی، برآمدات اور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کے حصول میں معاونت ملتی ہے۔[31] دوسری طرف، یہ ہجرتِ اذہان ماخذ ممالک میں پیداواری صلاحیت کو منفی طور پر متاثر کرسکتی ہے کیونکہ یہ ہنرمند انسانی سرمائے نیز ان ممالک کی جدت طرازی اور ٹیکنالوجی کو اپنانے کی صلاحیت کو کم کردیتی ہے (مارچیوری اور دیگر، 2013ء)، سرمائے کے انخلا کو بڑھا دیتا ہے، ماخذ

[30] انتہائی تعلیم یافتہ یا انتہائی مہارت رکھنے والے، عموماً وائٹ کالر ملازمین کی ایک ملک سے دوسرے ملک ہجرت۔

[31] فورچون 500 کے 16 سی ای اوز بھارتی نژاد ہیں۔ پی ڈبلیو سی کے 28 ویں سالانہ گلوبل سی ای او سروے کے مطابق بھارت کو سی ای اوز کے لیے سرمایہ کاری کی پانچ اہم منزلوں میں شمار کیا گیا ہے، جو تارکینِ وطن کے روابط کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

ملک کے اداروں کے معیار کو متاثر کرتا ہے اور اہم خدمات، جیسے سرکاری خدمات، اور تعلیم کو متاثر کرتا ہے (احسن، 2024ء)۔ یہ خطرات خاص طور پر پاکستان جیسے نچلے متوسط آمدنی والے ممالک (ایل ایم آئی سیز) میں زیادہ سنگین ہیں جہاں معاشی ترقی، انسانی سرمائے اور اداروں کی صلاحیت پہلے ہی کمزور ہے (شیف اور وانگ، 2008ء؛ 2008ء؛ حق، 2006ء)۔

پاکستان میں ہجرتِ اذہان کے اعداد و شمار کافی پیچیدہ ہیں۔ بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ (بی ای او ای) کے مرتب کردہ اعداد و شمار بنیادی طور پر غیر ہنر مند اور کم ہنر مند مزدوروں کی نقل مکانی کو ریکارڈ کرتے ہیں، کیونکہ اعلیٰ مہارت کے حامل (تعلیم یافتہ) افراد ترقی یافتہ معیشتوں (شمالی امریکہ، برطانیہ، یورپی یونین، کینیڈا، آسٹریلیا) میں ان اسکیموں کے ذریعے ہجرت کرتے ہیں جن کے لیے بی ای او ای رجسٹریشن کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔[32] ہنر مند اور نیم ہنر مند[33] زمروں میں زیادہ تر بلیو کالر ورکرز جیسے بڑھئی، الیکٹریشن اور مکینک شامل ہیں، جن کی ہجرت کو عموماً ہجرتِ اذہان کے زمرے میں نہیں رکھا جاتا، نتیجتاً، اعلیٰ تعلیم / مہارت یافتہ افراد کی ہجرت اس ڈیٹا میں شاذ و نادر ہی شامل ہوتی ہے۔ اعداد و شمار کی یہ کمی پاکستان میں ہجرتِ اذہان سے متعلق جامع تجزیے کے لیے ایک بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ اس چیلنج کے باوجود، بہت سے اظہاریے، سروے، اور واقعاتی شواہد پاکستان میں بڑھتی ہوئی ہجرتِ اذہان کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اوّل، بی ای او ای کے حالیہ اعداد و شمار میں پیشہ ور افراد کی ہجرت میں نمایاں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔ گذشتہ تین برسوں کے دوران، ہجرت کی سطح گذشتہ دہائی کے اوسط سے تجاوز کر گئی ہے (**شکل 2.2.1 الف** اور **2.2.1 ب**)۔ دوم، شعبہ جاتی سطح کے جائزے بھی اسی رجحان کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سرکاری ادارہ پاکستان انجینئرنگ کونسل (پی ای سی) ہجرتِ اذہان کو ایک اہم چیلنج کے طور پر تسلیم کرتی ہے، جس کی وجہ سے اس نے پی ای سی گیٹ وے کا آغاز کیا تاکہ انجینئرنگ خدمات کی برآمد کو فروغ دیا جا سکے اور ہجرتِ اذہان کو کم کیا جا سکے۔[34] اسی طرح شعبۂ طب میں ہجرتِ اذہان سے متعلق حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں ایک سال میں تیار ہونے والے تقریباً 33,000 ڈاکٹروں میں سے تقریباً 40 فیصد بیرون ملک جا کر آباد ہو جاتے ہیں۔[35] سوم، میزبان معیشتوں کے نقل مکانی کے اعداد و شمار سے بھی پاکستان سے بڑے ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) کی طرف ہجرتِ اذہان کے بڑھتے ہوئے رجحان کا پتا چلتا ہے۔

شکل 2.2.1 الف: ہجرت کے رجحانات

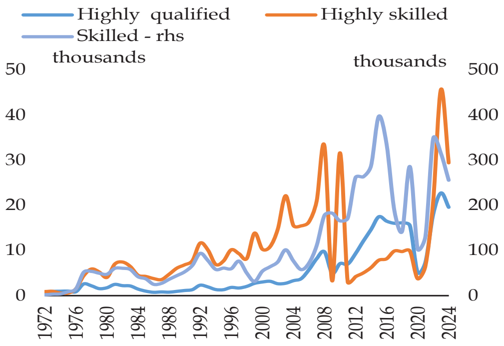

Source: BEOE

شکل 2.2.1 ب: بلحاظِ شعبہ ہجرت

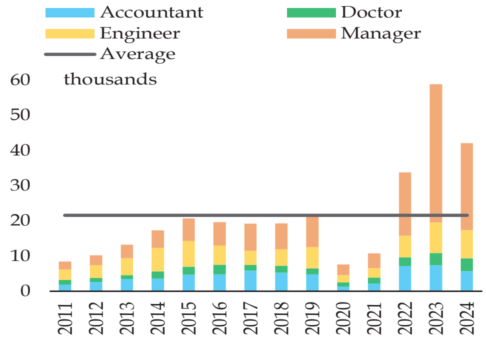

Source: BEOE

---

[32] بی ای او ای کے مطابق، 1970ء کی دہائی سے اب تک بیرون ملک جانے والے 13.8 ملین پاکستانیوں میں سے اکثریت غیر ہنر مند کارکنوں (42.9 فیصد)، ہنر مند کارکنوں (42 فیصد)، اور نیم ہنر مند کارکنوں (9.3 فیصد) کی تھی۔ تارکین وطن کی اقلیت میں اعلیٰ تربیت یافتہ پیشہ ور افراد (3.8 فیصد) اور انتہائی مہارت رکھنے والا عملہ (2.1 فیصد) شامل ہیں۔

[33] فرہنگ برائے مہارتیں اور افرادی قوت کی نقل مکانی، آئی ایل او، اس لنک پر دستیاب ہے: https://www.ilo.org/resource/glossary-skills-and-labour-migration

[34] https://www.pec.org.pk/wp-content/uploads/2023/08/PEC-3rd-NEWS-LETTER.pdf

[35] https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC10025733/

(**شکل 2.2.2الف** اور **ب**) چہارم، پی آئی ڈی ای کے ایک حالیہ قومی سطح کے سروے سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کی 37 فیصد آبادی اگر موقع ملے تو نقل مکانی کی خواہشمند ہے، جس میں شہری علاقوں کے رہائشی (40 فیصد) اور نوجوان مردوں (62 فیصد) میں زیادہ دل چسپی پائی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ تعلیم کی سطح جتنی بلند ہو، ملک چھوڑنے کی خواہش بھی اتنی ہی زیادہ پائی گئی۔[36]

شکل 2.2.2الف: پاکستان سے اہم ترقی یافتہ معیشتوں کو ہجرت

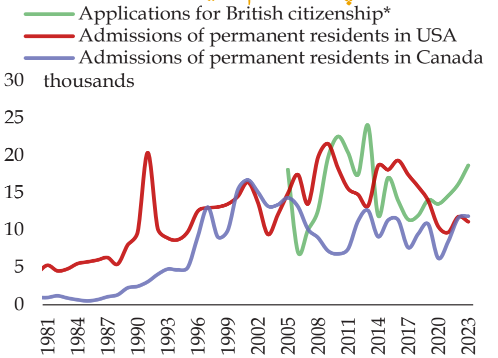

* The data is available from 2005

Sources: UDHS, UK Home Office and IRCC

شکل 2.2.2ب: آسٹریلیا میں مقیم پاکستانی نژاد آبادی کا تخمینہ

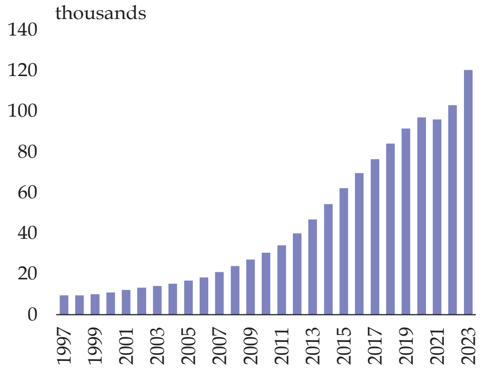

Source: ABS

ہجرتِ اذہان کے اہم اسباب

ہنر مند پیشہ ور افراد کی نقل مکانی معاشی، سماجی اور سیاسی عوامل کے مجموعے سے متاثر ہوتی ہے۔ ان عوامل میں آبائی ملک سے "پُش (دباؤ ڈالنے والے)" عوامل اور منزل ممالک سے "طلب (مائل کرنے والے)" کے عوامل دونوں شامل ہیں۔

طلب یا مانگ کے پہلو سے دیکھا جائے تو عمر رسیدہ آبادی کی حامل ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) میں ہنر مند افرادی قوت کی بڑھتی ہوئی طلب موجود ہے۔ ورلڈ مائیگریشن رپورٹ 2024ء اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ جنوبی ایشیائی ممالک سے بڑی تعداد میں ہجرت ہو رہی ہے، خاص طور پر امریکہ، برطانیہ اور کینیڈا جیسے بلند آمدنی والے ممالک کی جانب، جہاں صحت عامہ، ٹیکنالوجی، اور انجینئرنگ جیسے شعبوں میں افرادی قوت کی زیادہ طلب ہے۔[37] یہ ممالک ہنر مند کارکنوں کو بہتر معیار زندگی، زیادہ تنخواہ، بہتر کیریئر، ترقی کے مواقع، اور آسان امیگریشن پالیسیوں کی پیشکش کے ذریعے اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔

پش یا سپلائی سائیڈ پر کئی عوامل کار فرما ہیں۔ اقتصادی عوامل کے لحاظ سے، دو سب سے بڑی وجوہات کم اجرت اور روزگار یا کاروبار کے کم مواقع ہیں۔ پاکستان میں تنخواہیں جمود کا شکار رہی ہیں کیونکہ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے بیشتر مواقع پر تنخواہوں اور اجرتوں میں اضافے کو کم کر دیا ہے۔ گلوبل ویج رپورٹ 25-2024ء کے مطابق پاکستان جیسے ایل ایم آئی سیز میں 17 سے 28 فیصد کارکنوں کو "کم اجرت" کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔[38] ملک میں ٹیلنٹ کو برقرار رکھنے کی پست صلاحیت اس مسئلے کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ صلاحیت کی مسابقت کے عالمی اشاریے (گلوبل ٹیلنٹ کمپٹیٹونیس انڈیکس) 2023ء میں پاکستان کو "ریٹین پلر" میں 105 واں اور "ترقی کے مواقع تک رسائی" میں 119 واں درجہ دیا گیا ہے، جو پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے ناکافی مواقع اور

---

[36] پی آئی ڈی ای بنیادی سروے 2022، نوٹ نمبر چار، 2022ء۔ پاکستان میں رہنے یا ملک چھوڑنے کی خواہش

[37] ورلڈ مائیگریشن رپورٹ 2024ء۔ اقوام متحدہ، تارکین وطن کی بین الاقوامی تنظیم۔

[38] گلوبل ویج رپورٹ 2025-2024ء، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن

ہنر مند پیشہ ور افراد کو برقرار رکھنے میں ادارہ جاتی ناکامیوں کو اجاگر کرتا ہے، جو اس کے بجائے بیرون ملک بہتر مواقع تلاش کرتے ہیں۔[39] پی آئی ڈی ای کے سروے کے مطابق، ہجرتِ اذہان کا اہم محرک بلند آمدنی اور مساوی مواقع کی خواہش ہے، جبکہ تین میں سے ایک طب کا طالب علم گریجویشن کے بعد بیرون ملک جانے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ یہاں مواقع کی کمی ہے (نادِر و دیگر (2023ء)) درحقیقت پاکستان میں سب سے زیادہ بے روزگار افراد ہیں جو اعلیٰ سطح کی تعلیم کے حامل ہیں، جو اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ زیادہ تعلیم یافتہ افراد بھی ملک میں موجود مواقع کی کمی کے باعث باہر جانے پر مجبور ہیں (**شکل 2.2.3**)۔

شکل 2.2.3: اعلیٰ سطح کی تعلیم کے ساتھ بے روزگاری

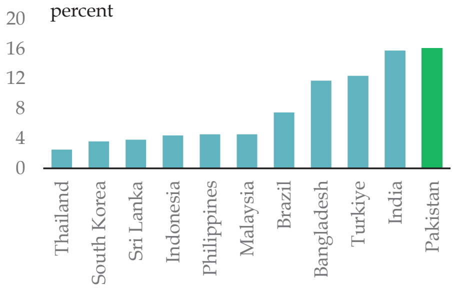

*Percent of labor force with advanced level (at least bachelor's degree) education who are unemployed.
Source: WB

سماجی اور سیاسی عوامل بھی اس رجحان میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سماجی اور سیاسی استحکام پر نظر رکھنے والے اشاریوں میں پاکستان سب سے نیچے ہے، جس کا مطلب نظم و نسق اور سیکیورٹی کے حوالے سے خدشات ہیں۔ مثال کے طور پر، Fragile State Index میں پاکستان کی درجہ بندی مسلسل دنیا کے 30 ویں سب سے زیادہ غیر مستحکم ممالک میں کی گئی ہے اسی طرح عالمی امن کے اشاریے میں بھی اس کی درجہ بندی سب سے نیچے (163 میں سے 140) ہے، جو ملک میں سیکیورٹی کے مستقل خدشات کو اجاگر کرتا ہے۔ چونکہ سیاسی عدم استحکام کے ساتھ ہجرتِ اذہان میں اضافہ ہوتا ہے،[40] ان درجہ بندیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سماجی اور سیاسی عوامل ملک سے ہنر مند افراد کی نقل مکانی میں مسلسل اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ پی آئی ڈی ای کے ایک سروے کے مطابق پاکستان سے ہجرت کرنے کے خواہشمند افراد میں سے اکثر عزت و وقار کے حصول کے لیے بیرون ملک جانا چاہتے ہیں، جو ملک میں سماجی ڈھانچے کی موجودہ صورتِ حال کی عکاسی کرتا ہے۔

کیا ہجرتِ اذہان پاکستان کی معیشت کے لیے ایک چیلنج بن سکتی ہے؟

اگرچہ ہجرتِ اذہان نے ترسیلات زر کی آمد میں مثبت کردار ادا کیا ہے، جس میں گذشتہ 15 برسوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، لیکن طویل مدتی پیداواری صلاحیت پر اس کے اثرات تشویش کا باعث ہیں اور پالیسی سازوں کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے (**شکل 2.2.4**)۔

پہلا، جب سے بیشتر ترقی یافتہ معیشتوں (اے ایز) میں پوائنٹ بیسڈ امیگریشن سسٹم متعارف کیا جا چکا ہے اور منفرد ویزا کے مواقع، جیسے ڈیجیٹل نومیڈ ویزے[41] بھی فراہم کیے جا رہے ہیں، اس کی وجہ سے کچھ بہترین نوجوان پیشہ ور افراد ملک چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے پاکستان جیسے ممالک کے لیے ایک چیلنج پیدا ہوتا ہے کیونکہ حکومت اور نجی شعبے دونوں میں پیشہ ور افراد کی کمی ہوتی ہے (حق، 2006ء)

شکل 2.2.4: ہجرتِ اذہان کے اہم مقامات* سے ترسیلاتِ زر کا بہاؤ

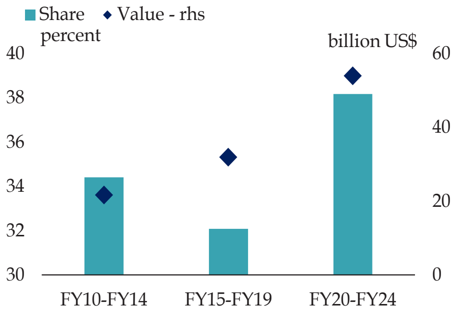

*include USA, UK, EU, Australia and Canada
Source: SBP

[39] گلوبل ٹیلنٹ مسابقتی انڈیکس 2023ء، انسیڈ بزنس اسکول۔

[40] *Docquier, F., Lohest, O., & Marfouk, A. (2007). Brain drain in developing countries. The World Bank Economic Review, 21(2), 193-218.*

[41] برطانیہ کا ہائی پوٹینشل ویزا جو بہترین جامعات سے گریجویٹس کو راغب کرتا ہے، اور متعدد معیشتوں کی طرف سے مختلف سرمایہ کار ویزا دیگر مثالوں میں شامل ہیں۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مہارتوں کی نسبتاً کم فراہمی کی بنا پر، معمولی سطح کی ہجرت بھی اداروں کی صلاحیت اور نجی شعبے کی مسابقت دونوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے (حق، 2006ء)۔ اس تصور کے پیشِ نظر، یہ حقیقت کہ پاکستان میں 25 سال اور اس سے زائد عمر کے افراد میں سے گریجویٹس کی شرح سب سے کم ہے،[42] اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ہجرتِ اذہان موجودہ اور مستقبل کی پیداواری صلاحیت دونوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

دوسرا، تحقیقی اور واقعاتی شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کم مہارت والے کارکن زیادہ تر اکیلے ہجرت کرتے ہیں، اور پاکستان میں اپنے خاندانوں کی کفالت کے لیے اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ بھیجتے ہیں۔ اس کے برعکس، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنر مند کارکن اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان سے منتقل ہوتے ہیں اور اپنی آمدنی کا ایک چھوٹا سا حصہ پاکستان بھیجتے ہیں۔ وہ اکثر نسبتاً خوشحال خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور آخر کار مستقل طور پر منتقل ہو جاتے ہیں، اپنی بچتوں کو میزبان معیشت میں لے جاتے ہیں (احسن، 2024ء)۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کئی ترقی یافتہ معیشتوں کی امیگریشن پالیسیوں کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری کو متوجہ کرنا ہوتا ہے، جس کا پاکستان جیسی ماخذ معیشتوں پر بھی منفی اثر پڑتا ہے جہاں پہلے ہی سرمایہ کاری کی شرح جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر کم ہے۔

ہجرتِ اذہان کے مسئلے کو کیسے حل کیا جاسکتا ہے؟

پہلا نکتہ جس پر پالیسی سازوں کو غور کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہجرتِ اذہان ایک عام اقتصادی رجحان ہے؛ یہ دراصل لوگوں کا میزبان معیشتوں میں مراعات اور ملکی معیشت میں موجود رکاوٹوں کے مطابق ردعمل ہے۔ اس تناظر میں، پاکستان کو مذکورہ بالا مختلف اقتصادی اور سماجی / سیاسی عوامل میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ دوسرا، حکومت کی معاشی تبدیلی اور نفاذ کے ایجنڈے کے مطابق[43] ملک کو بنیادی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کرنی چاہیے تاکہ انسانی وسائل کی ایک وسیع تر اساس تشکیل دی جا سکے۔ تاکہ ہجرتِ اذہان کے نتیجے میں نہ صرف بلند ترسیلاتِ زر، بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) اور علم کی منتقلی ہو سکے جو پاکستانی بیرون ملک مقیم افراد کے ذریعے ہو بلکہ تارکین وطن کے ساتھ مضبوط روابط کے ذریعے ملک کو فائدہ پہنچائے۔ تیسرا، پاکستانی بیرون ملک مقیم افراد اور ملکی اداروں کے درمیان روابط قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ برین گین اور برین سرکولیشن سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔[44] اس کے لیے صرف رئیل اسٹیٹ یا گھریلو خرچوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے اقدامات سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات کرنا ہوں گے۔ بیرون ملک ترقی یافتہ معیشتوں میں کام کرنے والے پاکستانی ماہرین، جو آئی ٹی اور صحت عامہ جیسے شعبوں میں جدید تکنیکی مہارت اور عالمی تجربہ حاصل کر چکے ہیں، انہیں مختلف diaspora integration programs کے ذریعے قومی صنعتی ترقی اور جدت طرازی میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

* اس باکس کی تیاری میں جنید کمال اور سعد علی کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات:

i. Schiff, M., & Wang, Y. (2008). Brain Drain and Productivity Growth: Are Small States Different? Source: World Bank

ii. Marchiori, L., Shen, I-L., & Docquier, F. (2010). Brain Drain in Globalization: A General Equilibrium Analysis from the Sending Countries' Perspective.

[42] ماخذ: عالمی بینک

[43] اکنامک ٹرانسفارمیشن ایجنڈا میں انسانی وسائل کی تیاری کو افرادی قوت کی عالمی طلب کے ساتھ ہم آہنگ کرنے، ہنر مند تارکین وطن، سرمایہ کاری اور تارکین وطن کی شمولیت کو فروغ دینے کے لیے ٹائم لائنز کا خاکہ پیش کیا گیا ہے تاکہ قومی ترقی کو فروغ دیا جا سکے۔ ماخذ: ایم او پی ڈی ایس آئی

[44] "برین گین" سے مراد کسی ملک میں داخل ہونے والے تربیت یافتہ افراد سے انسانی سرمائے کا حصول ہے (اوزڈن اور شف، 2005ء؛ اسٹارک اور دیگر 1997ء)۔ "برین سرکولیشن" برین گین کی کسی حد تک توسیع شدہ تعریف ہے جس میں عالمی مارکیٹ میں مختلف اقوام میں گردش کرنے والے انسانی سرمائے پر زور دیا گیا ہے، جس سے بھیجنے اور وصول کرنے والے دونوں ممالک کو فائدہ ہوتا ہے (سیکین ین 2002ء، 2005ء)۔

iii. Ahsan, H. (2024). Brain Drain in Pakistan: Analyzing Trend, Causes and Consequences. Source: PIDE

iv. Haque, N. U. (2006). Brain drain or human capital flight (No. 11). Source: PIDE

v. Nadir, F., Sardar, H., & Ahmad, H. (2023). Perceptions of medical students regarding brain drain and its effects on Pakistan's socio-medical conditions: A cross-sectional study. Source: Pakistan Journal of Medical Sciences Online